وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا

اور بولے وہ جو ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے[۱] ہم پر فرشتے کیوں نہ

الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

اتارے[۲] یا ہم اپنے رب کو دیکھتے[۳] بے شک اپنے دل میں بہت ہی اونچی کھینچی

وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى

اور بڑی سرکشی پر آئے[۴] جس دن فرشتوں کو دیکھیں گے[۵] وہ دن مجرموں کی

يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَ

کوئی خوشی کا نہ ہوگا[۶] اور کہیں گے الٰہی ہم میں ان میں کوئی آڑ کردے رکی ہوئی[۷] اور

قَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾

جو کچھ انہوں نے کام کئے تھے[۸] ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾



ذرے کر دیا[۹] کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں[۱۰] جنت والوں کا اس دن اچھا

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾

ٹھکانا اور حساب کے دوپہر کے بعد اچھی آرام کی جگہ[۱۱] اور جس دن پھٹ جائے گا آسمان بادلوں سے

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ۨالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى

[۱۲] اور فرشتے اتارے جائیں گے پوری طرح[۱۳] اس دن سچی بادشاہی رحمٰن کی ہے اور وہ دن

الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ

کافروں پر سخت ہے[۱۴] اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبا چبا لے گا[۱۵] کہ

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى

ہائے کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی وائے خرابی میری

لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ

ہائے کسی طرح میں نے فلانے کو دوست نہ بنایا ہوتا[۱۶] بے شک اس نے مجھے بہکا دیا میرے



۱۔ یعنی قیامت کے منکر خواہ رب کے بھی منکر ہوں یا نہ ہوں۔ دوسری بات زیادہ قوی ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے۔ ۲۔ یعنی انسان نبی نہ ہونا چاہیے تھا بلکہ نبوت فرشتوں کو ملنی چاہیے تھی۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہمارے سامنے فرشتے کیوں نہ آئے جو حضور کی گواہی دیتے ۳۔ اس طرح کہ نبی کے واسطے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ بندے بلاواسطہ رب سے فیض پاتے۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ کا انکار کرنا کفار کا شیوہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے دیدار کی تمنا کرنی اگر شوق و محبت میں ہو تو سنت کلیم اللہ ہے اور نبی کے انکار کی بنا پر ہو تو کفار کا طریقہ ہے۔ ۴۔ یعنی ان بے ہودوں نے اپنے کو اتنا بڑا سمجھ لیا کہ براہ راست فرشتوں یا اللہ تعالیٰ سے فیض لینے کے قابل اپنے کو سمجھ بیٹھے۔ نبی کے وسیلہ کے منکر ہو گئے ۵۔ اپنی موت کے وقت یا قیامت کے دن۔ کیونکہ حضور کی برکت سے فرشتے عذاب لے کر دنیا میں نہیں آئے۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ مومنوں کے لئے ان کی موت خوشی کا وقت ہوتا ہے۔ اسی لئے صالحین کے موت کے دن کو عرس یعنی شادی کا دن کہا جاتا ہے۔ ایسے ہی قیامت کا دن ان کے لئے سرور و شادمانی کا دن ہو گا۔ ۷۔ یعنی عذاب کے فرشتوں کو ہم سے چھپا دے۔ کیونکہ ان کے ہیبت ناک چہرے دیکھنے سے ہم کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ مومن رحمت کے فرشتے دیکھ کر خوش ہوں گے اور ان کا قرب چاہیں گے ۸۔ نیک اعمال' جیسے صدقہ خیرات عزیزوں سے اچھا سلوک' یتیموں کی پرورش' کیونکہ کفار کے گناہ باقی رکھے جائیں گے صرف نیکیاں برباد ہوں گی۔ قبولیت نیکی کے لئے ایمان ایسی شرط ہے جیسے نماز کے لئے وضو ۹۔ کہ اس کے عذاب کی میعاد ان نیکیوں سے نہ گھٹے گی۔ لیکن بعض کفار کی بعض نیکیوں کی وجہ سے عذاب ہلکا ضرور ہو گا۔ جیسے ابوطالب حضور کی خدمت کی وجہ سے جہنم سے باہر معذب ہوں گے یا ابولہب کو حضور کی ولادت کی خوشی میں ثوبیہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے دوزخ میں انگلی سے پانی ملتا ہے۔ لہٰذا حدیث اور قرآن میں تعارض نہیں ۱۰۔ ھبا ان باریک ریزوں کو کہتے ہیں جو اندھیری کوٹھڑی میں کسی روزن کی دھوپ میں محسوس ہوتے ہیں۔ ذروں سے بھی باریک ہوتے' پکڑ میں نہیں آتے' مطلب یہ ہے کہ کفار کی نیکیاں ان بکھرے ہوئے ریزوں کی طرح برباد ہوں گی۔ ۱۱۔ یا تو مستقر سے مراد قبر ہے اور مقیل سے مراد جنت۔ مومن کی قبر جنت کا باغ ہوتی ہے۔ اور اس کا دائمی مقام خود جنت ہے یا ان دونوں سے مراد جنت کے دو حصے ہیں مستقر وہ حصہ جہاں جنتی اپنے دوستوں سے ملاقات کرے گا اور مقیل وہ جگہ جہاں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ اٹھے بیٹھے گا۔ یا مستقر دنیا ہے اور مقیل آخرت۔ مومن مسجد میں' کافر بت خانہ میں زندگی گزارتا ہے اور مسجد کہیں بہتر ہے۔ یا مستقر سے مراد حساب سے بعد کی جگہ ہے اور مقیل حساب کے دوران کی جگہ ۱۲۔ یعنی آسمان پھٹ جائے گا اور وہ بادل نظر آنے لگے گا جو آسمانوں سے اوپر اور آسمانوں کی آڑ میں ہے (روح البیان) ۱۳۔ اس طرح کہ اولاً" پہلے آسمان کے فرشتے اتریں گے جن کی تعداد تمام جن و انس سے زیادہ ہے۔ پھر دوسرے' تیسرے آسمان پھٹیں گے اور وہاں کے فرشتے اترتے جائیں گے۔ ہر آسمان کے فرشتوں کی تعداد نچلے آسمان کے فرشتوں سے زیادہ ہو گی۔ (خزائن العرفان' روح) ۱۴۔ یعنی اس دن خدا تعالیٰ کے سوا کسی کی ظاہری سلطنت بھی نہ ہو گی جیسا کہ دنیا میں تھا اور وہ دن کافروں پر سخت اور مومنوں پر نہایت ہی آسان ہو گا۔ مومنوں کو اتنا دراز دن ایسا معلوم ہو گا جیسے چار رکعت نماز پڑھنے کا وقت۔ ۱۵۔ شان نزول۔ یہ آیت عقبہ بن معیط کے متعلق نازل ہوئی جس نے اولاً" کلمہ پڑھ لیا تھا پھر ابی بن خلف کے کہنے سے مرتد ہو گیا۔ حضور

(بقیہ صفحہ ۵۷۷) نے اس کے قتل کی خبر دی چنانچہ وہ بدر میں مارا گیا۔ ابی بن خلف اس کا دوست تھا اسے قیامت میں اس کی دوستی پر ندامت ہو گی۔ آیت کا نزول اگرچہ خاص ہے مگر اس کا حکم عام ہے۔ ۱۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں۔ اچھوں سے الفت' بروں سے نفرت۔ اس لئے کفار ان دونوں پر کف افسوس ملیں گے۔ کفار سے دینی محبت رکھنی کفر ہے اور دنیاوی محبت ضعف ایمان۔

۱۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے مقرب بندے قیامت میں اپنے متوسلین کو بے مدد نہ چھوڑیں گے۔ ان کی مدد فرمائیں گے لہٰذا دنیا میں اچھوں کو دوست بنانا ضروری ہے جن



الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ ؕ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ

پاس آئی ہوئی نصیحت سے اور شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ دیتا

خَذُوْلًا ۝۲۹ وَ قَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا

ہے ف۱ اور رسول نے عرض کی ف۲ کہ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے

الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝۳۰ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا

کے قابل ٹھہرا لیا ف۳ اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن بنا دیئے تھے

مِّنَ الْمُجْرِمِیْنَ ؕ وَ كَفٰی بِرَبِّكَ هَادِیًا وَّ نَصِیْرًا ۝۳۱ وَ قَالَ

مجرم لوگ ف۴ اور تمہارا رب کافی ہے ہدایت کرنے اور مدد دینے کو ف۵ اور کافر بولے

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۛۚ

قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا ف۶

كَذٰلِكَ ۛۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ رَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا ۝۳۲ وَ لَا



ہم نے یوں ہی بتدریج اسے اتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں ف۷ اور ہم نے اسے

یَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اَحْسَنَ تَفْسِیْرًا ۝۳۳ ؕ

ٹھہر ٹھہر کر پڑھا ف۸ اور وہ کوئی کہاوت تمہارے پاس نہ لائیں گے مگر ہم حق اور اس سے بہتر بیان

اَلَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ اِلٰی جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓىِٕكَ

لے آئیں گے ف۹ وہ جو جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے اپنے منہ کے بل ف۱۰ ان کا ٹھکانا سب سے برا

شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۝۳۴ ۧ وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ

اور وہ سب سے گمراہ ف۱۱ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی اور

وَ جَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِیْرًا ۝۳۵ ۚ فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَی

اس کے بھائی ہارون کو وزیر کیا ف۱۲ تو ہم نے فرمایا کہ تم دونوں جاؤ

الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِیْرًا ۝۳۶ ؕ

اس قوم کی طرف جس نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ف۱۳ پھر ہم نے انہیں تباہ کر کے ہلاک کر دیا ف۱۴



کی مدد قیامت میں کام آئے۔ ۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں رب سے یہ شکایت کی' یا قیامت میں فرمائیں گے۔ ۳۔ کہ کسی نے اسے جادو کہا۔ کسی نے کہانت کسی نے شعر ۴۔ یعنی ہمیشہ سے کفار پیغمبروں کے دشمن رہے۔ ان کی دشمنی سے آپ تنگدل نہ ہوں۔ ہمیشہ اسی کا چرچا زیادہ ہوتا ہے۔ جس کے دشمن بہت ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام کے مقابل فرعون۔ حضرت ابراہیم کے مقابل نمرود حضور کے مقابل ابو جہل وغیرہ اسی لئے پیدا کئے گئے کہ نبی کی طاقت کا پتہ لگے ۵۔ وہی آپ کی مدد فرمائے گا۔ خیال رہے کہ اللہ کے مقبولوں کی مدد بھی اللہ کی مدد ہے۔ یہ حضرات عون الٰہی کے مظہر ہیں۔ لہٰذا اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی بندے کی مدد نہ لی جائے۔ رب فرماتا ہے۔ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۶۔ یعنی جیسے توراۃ و انجیل ایک دم نازل ہوئیں' ایسے ہی قرآن کریم ایک دم کیوں نہ اترا۔ یہ اعتراض نہایت حماقت پر مبنی ہے کیونکہ قرآن کریم کے آہستہ اترنے میں اس کے معجزہ ہونے کی بڑی دلیل ہے کہ ہر آیت کے مقابلہ کرنے سے کفار کا عجز ظاہر ہو رہا ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا طریقہ نزول' توراۃ و انجیل کے طریقہ نزول سے دو طرح سے اعلیٰ ہے۔ ایک یہ کہ وہ کتابیں ایک دم آئیں اور قرآن آہستہ آہستہ۔ دوسرے یہ کہ وہ کتابیں لکھی ہوئیں آئیں اور قرآن بولا ہوا۔ آہستہ آنے میں امت کو عمل کرنا نہایت آسان رہا۔ اور رب سے حضور کا سلسلہ کلام ہمیشہ قائم رہا۔ اور پڑھ کر اتارنے میں وہ معانی حاصل ہو سکتے ہیں جو لکھا ہوا دینے میں حاصل نہیں۔ کیونکہ بہت سے مفہوم گفتگو کے لب و لہجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے چاند' سورج کے متعلق فرمایا۔ هٰذَا رَبِّیْ یہ میرا رب ہے۔ اگر یہ جملہ خبریہ ہو تو شرک ہے۔ اگر سوال کے لب و لہجہ میں ہو تو عین ایمان ۸۔ اس طرح کہ تئیس سال کے عرصہ میں نازل فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندوں کا کام رب کا کام ہے۔ کیونکہ قرآن پڑھنا حضرت جبریل کا کام تھا مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے پڑھا۔ اس میں اشارۃً بندوں کو ہدایت ہے کہ قرآن کریم ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کریں۔ رب فرماتا ہے۔ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا لہٰذا سارا قرآن ایک دن میں جلدی جلدی نہ پڑھو کہ سوائے یَعْلَمُوْنَ اور تَعْلَمُوْنَ کے اور کچھ سمجھ میں نہ آوے۔ ۹۔ یہاں مثل سے مراد اعتراض ہے اور حق سے مراد اس کا جواب یعنی کفار آپ پر جو بھی اعتراض کریں گے ہم اس کا نہایت نفیس جواب دیں گے معلوم ہوا کہ حضور کو بارگاہ الٰہی میں وہ قرب حاصل ہے کہ اعتراض حضور پر ہو تو جواب رب دے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن دنیا کی طرح اپنے پاؤں پر بلا تکلف جنت کی طرف جائیں گے بلکہ بعض سواریوں پر ہوں گے۔ منہ کے بل راستہ طے کرنا کفار کے لئے ہو گا۔ کیونکہ جو چیزیں قرآن کریم میں کفار کے عذاب کے طور پر بیان ہوئیں' اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان سے محفوظ رکھے گا ۱۱۔ اس سے

(بقیہ صفحہ ۵۷۸) چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تورات صرف موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئی نہ کہ حضرت ہارون کو تورات کی تبلیغ کا حکم دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ پیغمبر یکساں درجہ والے نہیں۔ بعض سلطان ہیں۔ بعض ان کے وزیر تیسرے یہ کہ کوئی نبی خدا تعالیٰ کا وزیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وزیر وہ جو بادشاہ کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اس کی مدد کرے اور سلطنت کا بوجھ اٹھائے۔ رب تعالیٰ ضرورتوں سے پاک اور بے نیاز ہے۔ اللہ الصمد ۱۲۔ یہاں قوم سے مراد فرعون اور فرعونی لوگ ہیں۔ آیتوں سے مراد تورات شریف کی آیات اور موسیٰ علیہ السلام کے معجزات نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ تو ابھی فرعون کے پاس پہنچے ہی نہ تھے۔ بلکہ آیات سے مراد قدرت کی



وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ

اور نوح کی قوم کو جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا ل ہم نے ان کو ڈبو دیا اور انہیں لوگوں کیلئے نشانی

آيَةً ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٣٧﴾ وَعَادًا وَثَمُودَ وَ

کر دیا ۲ اور ہم نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ۳ اور عاد اور ثمود اور

أَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَٰلِكَ كَثِيرًا ﴿٣٨﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا

کنوئیں والوں کو ۴ اور ان کے بیچ میں بہت سی سنگتیں ہیں ۵ اور ہم نے سب سے مثالیں

لَهُ الْأَمْثَالَ ۖ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ

بیان فرمائیں اور سب کو تباہ کر کے مٹا دیا اور ضرور یہ ہو آئے ہیں اس بستی پر

الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا

جس پر برا برساؤ برسا تھا ۶ تو کیا یہ اسے دیکھتے نہ تھے بلکہ انہیں جی اٹھنے کی

لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ﴿٤٠﴾ وَإِذَا رَأَوْكَ إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا



امید تھی ہی نہیں اور جب تمہیں دیکھتے ہیں تو تمہیں نہیں ٹھہراتے مگر ٹھٹھا ۷

أَهَٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ﴿٤١﴾ إِن كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ

کیا یہ ہیں جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ۸ قریب تھا کہ یہ ہمیں ہمارے خداؤں

آلِهَتِنَا لَوْلَا أَن صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ

سے بہکا دیں اگر ہم ان پر صبر نہ کرتے ۹ اور اب جانا چاہتے ہیں جس دن

يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ

عذاب دیکھیں گے کہ کون گمراہ تھا ۱۰ کیا تم نے اسے دیکھا جس نے اپنے جی کی خواہش

إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿٤٣﴾ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ

کو اپنا خدا بنا لیا ۱۱ تو کیا تم اس کی نگہبانی کا ذمہ لو گے ۱۲ یا یہ سمجھتے ہو کہ ان میں

أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ

بہت کچھ سنتے یا سمجھتے ہیں ۱۳ وہ تو نہیں مگر جیسے



نشانیاں ہیں' جو رب کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ قانون قدرت یہ ہے کہ نبی کو جھٹلائے بغیر کسی قوم پر عذاب نہیں آتا۔

۱۔ کیونکہ ایک رسول کا جھٹلانا۔ تمام رسولوں کا جھٹلانا ہے' لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۲۔ اس طرح کہ آئندہ پیدا ہونے والی نسلوں کو ان کے قصے سنائے گئے یا کشتی والوں نے ان کفار کو غرق ہوتے ہوئے دیکھا اور عبرت پکڑی ۳۔ یعنی کافروں کے لئے رب فرماتا ہے إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۴۔ عاد ہود علیہ السلام کی قوم ہے' اور ثمود صالح علیہ السلام کی قوم۔ کنوئیں والے شعیب علیہ السلام کی قوم جن کے گھر کنوئیں کے آس پاس تھے۔ اس کنوئیں کو وزنی پتھر سے ڈھک دیتے تھے اور وقت مقررہ پر کھول کر پانی لیتے تھے ۵۔ گزشتہ قوموں کی ہلاکت کے واقعات' ڈر اور امید کی آیات' جن سے سننے والوں کو عبرت ہو۔ ۶۔ وہ قوم لوط کی بستیاں ہیں جن پر پتھر برسے اور جو الٹ دی گئیں۔ اہل عرب تجارت کے لئے ملک شام جاتے تھے۔ راستہ میں یہ اجڑی ہوئی' الٹی ہوئی بستیاں دیکھتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ تاریخی واقعات کے ثبوت کے لئے شہرت ہی کافی ہے۔ کیونکہ ان مقامات کا یہ حال اور ان کا ٹھکانہ اہل عرب کو شہرت سے معلوم تھا نہ کہ آیات قرآنیہ سے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ نبی کا مذاق اڑانا یا ان کی کسی چیز کو نظر حقارت سے دیکھنا' کفار کا طریقہ ہے ۸۔ جن کے پاس نہ دنیاوی شان و شوکت ہے نہ مال و متاع معلوم ہوا کہ نبوت بصارت سے نظر نہیں آتی۔ اس کے لئے بصیرت ایمان کی ضرورت ہے۔ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا نے حضور کو پہچان لیا اور آنکھوں والا ابوجہل آپ کو نہ دیکھ سکا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ معجزات کے قوی اثر کا کفار کو بھی اقرار تھا۔ وہ کہتے تھے کہ اگر ہم پورے ضدی نہ ہوتے تو آپ کے معجزات کی وجہ سے کفر سے کبھی کے ہٹ چکے ہوتے۔ معلوم ہوا کہ ضد کا علاج ناممکن ہے ۱۰۔ کفار یا مومنین۔ کفار نے بت پرستی کو ہدایت اور ایمان کو گمراہی کہا تھا۔ رب نے اس کا جواب انہیں کے قول کے مطابق فرمایا کہ وہ آئندہ خود ہی فیصلہ کر لیں گے کہ گمراہ کون ہے' اور ہدایت پر کون۔ ۱۱۔ مشرکین عرب کا دستور تھا کہ ان میں سے ہر ایک کسی پتھر کو پوجتا رہتا تھا۔ پھر جب کبھی اس سے اچھا پتھر مل جاتا تو پہلے کو پھینک کر دوسرے کو اٹھا لیتا اور اسے پوجنے لگتا۔ نیز ہر ایک اپنی خواہش میں آزاد تھا۔ جو چاہتا کرتا۔ اس آیت میں اسی کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ آزادی اچھی چیز ہے مگر بے قیدی اور لا قانونی بری چیز۔ یہاں الہ کے معنی مطاع ہیں اور ھوٰی سے مراد وہ خواہش ہے جو نفس کے خلاف ہو۔ رمضان میں بے روزہ رہ کر کھانا پینا ھوٰی ہے۔ زکوٰۃ نہ دینا ھوٰی ہے ۱۲۔ ہرگز نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور مسلمانوں کے نگہبان اور وکیل ہیں۔ کیونکہ نگہبان کا نہ ہونا کافروں کے لئے بیان ہوا۔ رب فرماتا ہے۔ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ ۱۳۔ ہرگز نہیں' یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے

(بقیہ صفحہ ۵۷۹) وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ معلوم ہوا کہ ان آیتوں میں بہرے ' اندھے ' مردے سے مراد کفار ہیں جن کے دل مردہ آنکھیں ' کان اندھے ' بہرے ہیں کہ حق نہیں دیکھتے ' نہیں سنتے۔

۱۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس عقل سے اللہ رسول کی پہچان نہ ہو وہ بے عقلی ہے۔ اصل مقصود وہ ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کی پہچان محض عقل سے نہیں ہوتی بلکہ رب کے فضل سے ہوتی ہے۔ دیکھو حضور کو پتھروں ' سوکھی لکڑیوں نے پہچان لیا۔ اور نہ مانا تو ابو جہل نے یہ لوگ جانوروں سے بدتر اس لئے ہوئے کہ جانور رب کی تسبیح کرتے ہیں ' چارہ دینے والے مالک کی پہچان و اطاعت کرتے ہیں۔ نفع ' نقصان کی چیزیں جانتے پہچانتے ہیں اپنا گھر پہچانتے ہیں مگر کفار یہ کچھ بھی نہیں جانتے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ حضور نے رب کو دیکھا اور تمام مخلوقات بنتی ہوئی ملاحظہ کی ہے۔ کیونکہ حضور اول الخلق ہیں۔ ہر چیز آپ کے سامنے بنی ' اسی لئے حضور نے پہلی وحی کے موقعہ پر حضرت جبریل کو پہچان لیا کہ یہ فرشتہ ہے اور جو کچھ بول رہا ہے وحی الٰہی ہے ورنہ اگر حضور کو جبریل کی پہچان نہ ہوتی تو آیت اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ یقینی نہ رہتی ۳۔ خیال رہے کہ رات زمین کا سایہ ہے۔ یعنی ہم نے رات کے وقت عالم میں زمین کا سایہ وسیع کر دیا جس سے اندھیرا ہو گیا۔ ۴۔ اس طرح کہ سورج نکلتا ہی نہیں یا سورج تو نکلتا مگر اندھیرے کو دور نہ کرتا۔ رات نہ جاتی ' دن نہ آتا۔ ۵۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ' یا رات کے آنے جانے پر ' اس طرح کہ سورج کی رفتار سے پتہ لگ جاتا ہے کہ اب رات قریب آ گئی۔ ۶۔ کہ جس قدر سورج چڑھتا گیا اندھیرا دور ہوتا گیا۔ رات پھیلتی گئی۔ اس آہستگی میں بھی رب کی حکمت ہے۔ ۷۔ اس طرح کہ رات برے بھلے آدمی اور اچھے برے اعمال کو چھپا لیتی ہے۔ خیال رہے کہ یہاں پردہ سے مراد شرعی پردہ نہیں۔ لہٰذا رات میں بھی لباس پہننا فرض ہے۔ رات کے اندھیرے میں ننگے نماز نہیں پڑھ سکتے۔ ۸۔ نیند عوام کے لئے جسم کا آرام ہے ' اور خواص کے لئے روح کا آرام ' کہ وہ خواب میں اللہ رسول کی زیارت کر لیتے ہیں ۹۔ کہ دن میں کام کاج کرو ' رزق کی تلاش کرو ' ایسے ہی مر کر قیامت میں اٹھو گے ۱۰۔ قرآن شریف میں رحمت کی ہوا کو ریاح اور غضب و قہر کی ہوا کو ریح سے تعبیر فرمایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہاں ریاح سے مراد رحمت کی ہوائیں ہیں جو بارش لاتی ہیں ' مخلوق کو آرام پہنچاتی ہیں ' جیسے کہ اگلی آیت سے معلوم ہو رہا ہے۔ ۱۱۔ آسمان کی طرف سے یا آسمان کے سبب سے۔ اس طرح کہ سورج کی گرمی سے سمندر کا پانی بھاپ بنایا۔ اور پھر اس بھاپ کو اوپر اٹھا کر جمایا۔ پھر ٹپکایا۔ سبحان اللہ!

۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بارش کے پانی سے وضو اور غسل درست ہے۔ نیز اس پانی سے جو بارش کے پانی کی طرح مطلق ہو ۱۳۔ خیال رہے کہ بارش کی برکت سے کنوؤں ' تالابوں ' دریاؤں میں پانی آتا ہے۔ اس لئے خشک سالی میں یہ تمام خشک ہو جاتے ہیں اور بعض جگہ بارش کا پانی ہی پیا جاتا ہے ' لہٰذا آیت صاف ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں ۱۴۔ کہ کبھی کہیں بارش ہوتی ہے اور کبھی کہیں۔ اور باری باری سے آتی ہے۔ ایسے ہی قرآن کریم رحمت کی بارش ہے ' ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ ' حصہ دیتا ہے ۱۵۔ لیکن ایسا نہ کیا ' بلکہ سارے عالم کا ہادی صرف آپ کو بنایا۔ سب پیغمبر تارے تھے اور اے محبوب تم سورج ہو۔ اس لئے وہ بہت تھے اور تم خاتم النبیین ایک ہو ۱۶۔ جہاد کبیر کی چند صورتیں ہیں ' زبانی تبلیغ کرنا ' کفار اور ان کے معبودوں کی تردید کرنا۔ دل میں ان سے نفرت رکھنا۔ ان سب سے علیحدہ رہنا۔ ان سے دلی

بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾ اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ

بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ ۱ اے محبوب کیا تم نے اپنے رب کو نہ دیکھا ۲ کہ کیسا پھیلایا

وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ﴿۴۵﴾

سایہ ۳ اور اگر چاہتا تو اسے ٹھہرایا ہوا کر دیتا ۴ پھر ہم نے سورج کو اس پر دلیل کیا ۵

ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ

پھر ہم نے آہستہ آہستہ اسے اپنی طرف سمیٹا ۶ اور وہی ہے جس نے رات کو تمہارے

الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾

لئے پردہ کیا ۷ اور نیند کو آرام ۸ اور دن بنایا اٹھنے کے لئے ۹

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ

اور وہی ہے جس نے ہوائیں بھیجیں اپنی رحمت کے آگے مژدہ سناتی ہوئی ۱۰

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا



اور ہم نے آسمان سے ۱۱ پانی اتارا پاک کرنے والا ۱۲ تاکہ ہم اس سے زندہ کریں کسی مردہ

وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾ وَلَقَدْ

شہر کو اور اسے پلائیں اپنے بنائے ہوئے بہت سے چوپائے اور آدمیوں کو ۱۳ اور بیشک

صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾

ہم نے ان میں پانی کے پھیرے رکھے ۱۴ کہ وہ دھیان کریں تو بہت لوگوں نے نہ مانا مگر ناشکری

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ

کرنا اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈر سنانے والا بھیجتے ۱۵ تو کافروں کا کہا

الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

نہ مان اور اس قرآن سے ان پر جہاد کر بڑا جہاد ۱۶ اور وہی ہے جس نے

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ

ملے ہوئے رواں کئے دو سمندر یہ میٹھا ہے نہایت شیریں اور یہ کھاری ہے نہایت تلخ

وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾ وَهُوَ الَّذِیْ

اور ان کے بیچ میں پردہ رکھا اور روکی ہوئی آڑ ﴿۱﴾ اور وہی ہے جس نے

خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ

پانی سے بنایا آدمی ﴿۲﴾ پھر اس کے رشتے اور سسرال مقرر کی ﴿۳﴾ اور تمہارا رب

قَدِيْرًا ﴿۵۴﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا

قدرت والا ہے اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں جو ان کا بھلا برا کچھ

يَضُرُّهُمْ ؕ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ

نہ کریں ﴿۴﴾ اور کافر اپنے رب کے مقابل شیطان کو مدد دیتا ہے ﴿۵﴾ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا

اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ

مگر خوشی اور ڈر سناتا ﴿۶﴾ تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا ﴿۷﴾

اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۵۷﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى

مگر جو چاہے کہ اپنے رب کی طرف راہ لے اور بھروسہ کرو ﴿۸﴾ اس

الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى بِهٖ

زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا اور اسے سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور وہی کافی

بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۸﴾ ۚ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

ہے اپنے بندوں کے گناہوں پر خبردار جس نے آسمان

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى

اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنائے ﴿۹﴾ پھر عرش پر

الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ

استواء فرمایا جیسا اسکی شان کے لائق ہے وہ بڑی مہر والا تو کسی جاننے والے سے اسکی تعریف

اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا

پوچھ ﴿۱۰﴾ اور جب ان سے کہا جائے رحمٰن کو سجدہ کرو ﴿۱۱﴾ کہتے ہیں رحمٰن کیا ہے کیا ہم سجدہ کریں جسے



(بقیہ صفحہ ۵۸۰) محبت نہ کرنا۔ کفار میں گھر کر دین پر قائم رہنا۔ خیال رہے کہ یہاں جہاد سے تلوار کا جہاد مراد نہیں کیونکہ سورہ فرقان مکیہ ہے جہاد مدینہ میں فرض ہوا۔

۱۔ سمندر کا بعض حصہ کھاری کڑوا ہے اور بعض میٹھا۔ لیکن کھاری میٹھے میں اور میٹھا کھاری میں مخلوط نہیں ہوتا حالانکہ پانی فطری طور پر رل مل جاتا ہے۔ اس میں رب نے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا ۲۔ یعنی ماں باپ کے نطفہ سے کہ باپ کے نطفہ سے ہڈی اور ماں کے نطفہ سے گوشت بنتا ہے۔ اسی لئے نسب باپ سے ہے نہ کہ ماں سے' اس قاعدے سے حضرت آدم' حوا و عیسیٰ علیہم السلام علیحدہ ہیں قرآن ہی نے علیحدہ کیا ہے قانون اور ہے قدرت کچھ اور قانون کے ہم پابند ہیں رب نہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے رب فرماتا ہے۔ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ قانون یہ ہے' کہ آگ جلا دے۔ قدرت یہ ہے کہ حضرت خلیل کو نہ جلا سکے۔ رب کو قانون کا پابند نہ جانو۔ ہمارا فرض ہے کہ قانون پر بھی ایمان لائیں اور قدرت پر بھی ۳۔ تاکہ تمہاری نسل چلے اور تم جانوروں سے ممتاز ہو جاؤ ۴۔ یعنی ان کی عبادت سے فائدہ نہیں اور ان کی عبادت نہ کرنے سے نقصان نہیں۔ بلکہ معاملہ برعکس ہے۔ کہ ان کی پوجا نہ کرنے سے فائدہ ہے اور کرنے سے نقصان ہے' ورنہ پتھر' درخت' چاند سورج وغیرہ سے بہت فائدے پہنچتے ہیں۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ رب نے ان فائدہ مند چیزوں کو بے فائدہ کیوں فرمایا۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ کفر و شرک کرنا' شیطان کو مدد دینا ہے اور رب کا مقابلہ کرنا ۶۔ حضور جنت کی بشارت جہنم سے ڈر سناتے ہیں۔ آپ کسی نبی کی بشارت نہیں دیتے کیونکہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا۔ لہٰذا اس آیت سے قادیانی دلیل نہیں پکڑ سکتے کیونکہ یہاں بشارت کو ڈرانے کے ساتھ ذکر کیا ہے نہ کہ تصدیق کے ساتھ۔ جہاں حضور کی تصدیق کا ذکر ہے' وہاں بشارت کا ذکر نہیں ہوتا۔ ۷۔ یعنی تمہارا ہدایت قبول کر لینا اور رب کا مطیع بن جانا ہی میرا اجر ہے کہ رب تعالیٰ مجھے اس پر اجر دے گا۔ یہی مطلب اس آیت کا ہے۔ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ یعنی جو اجر میں تم سے چاہتا ہوں' وہ تمہارے ہی لئے مفید ہے۔ یعنی تمہارا ایمان قبول کر لینا۔ ۸۔ یہاں توکل سے مراد شرعی توکل ہے۔ یعنی اسباب پر عمل اور خالق پر نظر رکھنا۔ توکل طریقت کا ترک اسباب ہے' ۹۔ یعنی چھ دن کے بقدر۔ ورنہ اس وقت سورج نہ تھا۔ دن رات سورج سے بنتے ہیں' اس مہلت میں بندوں کو تعلیم ہے کہ وہ کسی کام میں جلد بازی نہ کیا کریں۔ اطمینان سے کام اچھا ہوتا ہے۔ ۱۰۔ یعنی اے قرآن پڑھنے والے' اللہ کی تعریف اور اس کی حمد رسول اللہ سے پوچھ کہ رب محمود ہے اور حضور احمد ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ کی نعت اللہ سے پوچھو کہ اللہ تعالیٰ حامد ہے اور حضور اس کے محمد ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ لہٰذا یہاں خطاب مسلمان سے ہے اور خبیر سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ۱۱۔ اللہ کے لئے نماز پڑھو۔ یہاں سجدہ سے مراد پوری نماز ہے چونکہ سجدہ نماز کا اعلیٰ رکن ہے اس لئے اس کا ذکر ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار عبادات کے مکلف ہیں' عند اللہ' ان پر فرض ہے کہ ایمان لا کر نماز پڑھیں۔

تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾ تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ

تم کہو اور اس حکم نے انہیں اور بدکنا بڑھایا لہ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں

بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا ﴿۶۱﴾ وَهُوَ الَّذِیْ

برج بنائے اور ان میں چراغ رکھا اور چمکتا چاند ۲ اور وہی ہے جس نے

جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ

رات اور دن کی بدلی رکھی ۳ اس کے لئے جو دھیان کرنا چاہے یا

اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی

شکر کا ارادہ کرے ۴ اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے

الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾

ہیں ۵ اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام ۶

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ﴿۶۴﴾ وَالَّذِیْنَ



اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں ۷ اور وہ جو

یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا

عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے پھیر دے جہنم کا عذاب بیشک اس کا عذاب

كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَالَّذِیْنَ

گلے کا غل ہے ۸ بے شک وہ بہت ہی بری ٹھہرنے کی جگہ ہے ۹ اور وہ کہ

اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ

جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں ۱۰ اور ان دونوں کے بیچ

قَوَامًا ﴿۶۷﴾ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

اعتدال پر رہیں اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں

وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ

پوجتے ۱۱ اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے ۱۲



ا۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی تعلیم بدنصیب کے لئے زیادہ گمراہی کا باعث بن جاتی ہے۔ جیسے سورج سے چمگادڑ کی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے ۲۔ سراج سے مراد آپ روشن' منیر سے مراد دوسرے سے روشن' سورج خود روشن ہے چاند سورج سے روشن' اس لئے رب نے سورج کو سراج فرمایا اور چاند کو منیر' خیال رہے کہ رب نے سورج کو بھی سراج فرمایا اور ہمارے حضور کو سراج منیر فرمایا کہ فرمایا۔ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا کیونکہ حضور سے سب چمکے حضور کسی مخلوق سے نہ چمکے۔ نیز حضور نے تشریف لا کر دن نکال دیا کہ کسی چراغ کی ضرورت نہ رہی۔ خیال رہے کہ سورج چراغوں کو بجھاتا ہے مگر ذروں کو چمکاتا ہے۔ حضور نے انبیاء کرام کے دین منسوخ کئے مگر علماء و اولیاء کو چمکا دیا۔ شعر:-

ذرہ بر روئے خاک افتادہ بود
آفتابے آمد و روشن نمود

خیال رہے کہ چاند سورج وغیرہ آسمان کے گھیرے میں ہیں نہ کہ آسمان کے جرم میں۔ ان سے آسمان بہت دور ہیں۔ ۳۔ اس طرح کہ رات دن کی اور دن رات کا خلیفہ ہے کہ رات میں اگر عبادت رہ جائے تو دن میں قضا کر لو اور دن کی رات میں (خزائن العرفان) دن رات کا آگے پیچھے آنا جانا قدرت کی دلیل ہے۔ ۴۔ یعنی عالم کی چیزوں سے پورا فائدہ مومن عاقل اٹھاتا ہے۔ کہ ان کے ذریعہ سے اسے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ غافل ان میں تدبر کرنے سے بالکل کورا رہتا ہے۔ مومن کے لئے عالم کا ہر ذرہ معرفت الٰہی کی کتاب ہے ۵۔ یعنی مومن کی رفتار تواضع اور انکساری کے ساتھ ہوتی ہے کہ وہ چلنے میں نگاہ نیچے رکھتے ہیں' آہستہ قدم نرمی سے چلتے ہیں' جوتا کھٹکھٹاتے' زور سے پاؤں مارتے' اکڑتے اتراتے ہوئے نہیں چلتے۔ ۶۔ اس اسلام سے مراد متارکت کا سلام ہے نہ کہ تحیت کا' جیسے کہا جاتا ہے کہ تجھے دور ہی سے سلام ہے اور یہ نرم گفتگو اپنے نفس کے معاملہ میں ہے۔ اگر اللہ رسول کی عظمت کا معاملہ آ پڑے تو پھر سختی کرنی لازم ہے رب فرماتا ہے۔ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز تہجد بہت اعلیٰ عبادت ہے دوسرے یہ کہ نماز میں سجدہ اور قیام بہت اعلیٰ رکن ہے۔ تیسرے یہ کہ تہجد میں کچھ دیر عبادت کرنی تمام رات کی عبادت کا ثواب ہے۔ ۸۔ یعنی مومن باوجود بہت عبادت اور ریاضت کے دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اپنی عبادت پر فخر و ناز نہیں کرتے۔ بلکہ جس قدر ایمان قوی' عبادات زیادہ' اسی قدر خوف الٰہی زیادہ ۹۔ یعنی دوزخ اس کے لئے عذاب کی جگہ ہے جس کا وہ ٹھکانہ ہے' دوزخ میں رہنے والے فرشتے یا جنتی لوگ جو دوزخ سے گنہگار مومنوں کو نکالنے جائیں گے۔ ان کیلئے عذاب کی جگہ نہیں ۱۰۔ اسراف' یا تو ناجائز جگہ مال خرچ کرنا ہے۔ یا جائز جگہ ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے حقوق میں کمی کرنی تنگی ہے ان دونوں سے بچنا چاہیے۔ خیال رہے کہ نیکی میں جتنا خرچ کرو' اسراف نہیں۔ کسی نے ایک بزرگ کو بہت خیرات کرتے دیکھ کر کہا۔ لَا خَیْرَ فِی الْسَّرَفِ یعنی اسراف میں بھلائی نہیں۔ فوراً جواب دیا۔ لَا سَرَفَ فِی الْخَیْرِ بھلائی میں اسراف نہیں۔ ۱۱۔ یعنی کفر و شرک اور بدعقیدگی سے دور رہتے ہیں۔ خیال رہے کہ شرک کا ذکر فرمایا کیونکہ یہ بدترین بدعقیدگی ہے۔ باقی بدعقیدگیاں اس کے ماتحت اور اس کے تابع ہیں ۱۲۔ غیر محترم انسان کو قتل کرنا' اسی طرح محترم جان کو حق پر قتل کرنا جائز ہے۔ لہٰذا کافروں کو جنگ میں مارنا حلال ہے۔ مسلمان ڈاکو' زانی کو مارنا درست ہے

۱۔ اگر یہ گناہ حلال جان کر کیے تو کافر ہوا۔ اور کافر دوزخ میں ہمیشہ رہے گا۔ اور اگر حرام جان کر کیے تو بہت مدت تک دوزخ میں رہے گا۔ پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں کیونکہ آگے توبہ کے ساتھ ایمان لانے کا بھی ذکر ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ قتل سے بھی توبہ ہو سکتی ہے مگر حق اللہ میں۔ حق عبد میں بندے سے معافی حاصل کرنی ضروری ہے۔ یا یہ کہو کہ مقتول کے وارثوں کو خون بہا دینا' ان سے معافی چاہنا قتل کی توبہ ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ توبہ کے لئے ضروری ہے کہ آئندہ عمل بدل جاویں۔ گزشتہ پر شرمندگی' آئندہ گناہوں سے بچنا' توبہ کے دو بازو ہیں ۴۔ یا اس طرح کہ توبہ کی برکت سے آئندہ نیکیوں کی توفیق دے گا۔ اور بندہ رب کے فضل

وَلَا یَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ یُّضٰعَفْ

اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا بڑھایا جائے گا

لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا

اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا۱ مگر

مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓىِٕكَ یُبَدِّلُ

جو توبہ کرے۲ اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے۳ تو ایسوں کی برائیوں کو

اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ

اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۴ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو

تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَالَّذِیْنَ

توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف رجوع لایا جیسی چاہیے تھی۵

لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾



اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے۶ اور جب بیہودہ پر گزرتے ہیں اپنی عزت سنبھالے گزر جاتے ہیں۷

وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا

اور وہ کہ جب انہیں ان کے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں تو ان پر بہرے اندھے ہو

وَّعُمْیَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ

کر نہیں گرتے۸ اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دے

اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ

ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک۹ اور ہمیں پرہیزگاروں

اِمَامًا ﴿۷۴﴾ اُولٰٓىِٕكَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَیُلَقَّوْنَ

کا پیشوا بنا۱۰ ان کو جنت کا سب سے اونچا بالاخانہ انعام ملے گا۱۱ بدلہ ان کے صبر کا

فِیْهَا تَحِیَّةً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا

اور وہاں مجرے اور سلام کے ساتھ ان کی پیشوائی ہو گی۱۲ ہمیشہ اس میں رہیں گے کیا ہی اچھی ٹھہرنے



سے گناہوں کے بقدر بلکہ ان سے زیادہ نیکیاں کر کے کفارہ گناہ گزار کر مرے گا۔ یا اس طرح کہ قیامت میں اس کو ہر گناہ پر نیکی دے گا اپنی بندہ نوازی سے۔ مگر یہ گناہ کا عوض نہ ہو گا بلکہ گناہ کی تبدیلی ہو گی۔ جیسے پارس سے تانبہ سونا بن جاتا ہے' یا نمک سے شراب سرکہ ہو جاتی ہے ۵۔ یعنی سچی توبہ اس کی ہے جو توبہ کے بعد اعمال بھی نیک کرے۔ کردار گفتار کے موافق ہو جائے ۶۔ اس طرح کہ جھوٹے بدکاروں کی مجلس سے دور رہتے ہیں۔ انہیں جھوٹوں کی گواہی دینے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ بدمذہبوں کے وعظ سننے نہ جاؤ۔ کافروں کے میلے ٹھیلے سے دور رہو کہ یہ تمام چیزیں زور ہیں۔ ۷۔ یعنی وہ بری مجلس میں شرکت نہیں کرتے۔ اگر راہ گزر میں برے مل جائیں تو اپنے کو ان سے بچاتے ہوئے نکل جاتے ہیں۔ نہ وہاں کھڑے ہوں' نہ ان سے راضی ہوں ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ قرآنی آیات میں یا تو خود غور و فکر کرنی لازم ہے اگر اس کی اہلیت رکھتا ہو' ورنہ غور و فکر کرنے والوں کی تقلید کرنی ضروری ہے۔ رب فرماتا ہے۔ فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ دوسرے یہ کہ قرآنی احکام سمجھنے میں عقل سے یا تقلید سے کام لو' اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں عقل کو ترک کرو۔ ع عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ۔ رب فرماتا ہے۔ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ ۹۔ یعنی ہم کو ایسی نیک و صالح اولاد اور بیوی عطا فرما جن کی نیکی دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی اور دل خوش ہوں۔ خیال رہے کہ اولاد کے تقویٰ اور پرہیزگاری سے مومن ماں' باپ کی قبر بھی ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور انہیں قبر میں جنت و راحت ملتی ہے کہ ایسی اولاد کی ہر نیکی سے درجے بلند ہوتے رہتے ہیں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ دینی پیشوائی مانگنا محبوب ہے۔ دنیاوی سرداری بھی بوقت ضرورت مانگنی جائز ہے جب کہ نفس کے لئے نہ ہو' خدمت خلق کے لئے ہو۔ حضرت یوسف نے بادشاہ مصر سے فرمایا اِجْعَلْنِیْ عَلٰى خَزَآىِٕنِ الْاَرْضِ حدیث شریف میں جو اس کی ممانعت آئی اس سے مراد اپنی نفسانی خواہش کے لئے سرداری مانگنا ہے۔ رب فرماتا ہے لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۱۱۔ کیونکہ انہوں نے اعمال بھی سب سے اونچے کئے کہ خود بھی نیک بنے اور اپنی اولاد' بیویوں کو بھی نیک بنایا۔ ۱۲۔ کہ فرشتے ان کے مرتے وقت ان کی پیشوائی کریں گے' یا قبر میں یا جنت میں داخلے کے وقت ان کی موت کا وقت شادمانی' اور خوشی کا وقت ہو گا۔ اللہ تعالیٰ مجھ گنہگار کو بھی نصیب کرے۔ آمین' یارب العالمین بجاہ حبیبک الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۔ یعنی جنت سے فائدہ وہی اٹھائیں گے جنہیں وہاں رہنے کی جگہ مل جائے۔ ورنہ کافر کو جنت قبر میں دکھا کر چھپا دی جائے گی' جس سے اس کی حسرت اور بڑھ جائے گی۔ ۲۔ یعنی جو رب کی عبادت نہ کرے اس کی بارگاہ الٰہی میں نہ قدر ہے نہ عزت اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ متقی و عابد مومن کی وہاں قدر بھی ہے عزت بھی۔ رب فرماتا ہے العزة للہ ولرسولہ وللمؤمنین پھر جیسا تقویٰ و عبادت ایسی ہی قدر و عزت ہے ۳۔ انسان مٹی یا پانی کا ڈھیر ہے۔ اس میں نور ایمان قابل قدر چیز ہے۔ شعر: نور الہ اگر نہ ہو انسان میں جلوہ گر: کیا قدر اس خمیرہ ماء و مدر کی ہے لہٰذا انسان کی قدر و عزت ایمان و عبادت سے ہے۔ ۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو' جیسے یہ تمام



وَمُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ

اور بسنے کی جگہ۔ تم فرماؤ تمہاری کچھ قدر نہیں ۲ میرے رب کے یہاں اگر تم اسے

فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾

نہ پوجو ۳ تو تم نے تو جھٹلایا ۴ تو اب ہوگا وہ عذاب کہ لپٹ رہے گا ۵

آیاتہا ۲۲۷ | ۲۶ سُورَةُ الشُّعَرَاءِ مَكِّيَّةٌ ۴۷ | رکوعاتہا ۱۱

اس سورۃ میں ۶ ۱۱ رکوع ۲۲۷ آیتیں ۱۲۸۹ کلمے اور پانچ ہزار پانچ سو چالیس حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

طٰسٓمٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ

یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی ۷ کہیں تم اپنی جان پر کھیل

نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ

جاؤ گے ان کے غم میں کہ وہ ایمان نہیں لائے ۸ اگر ہم چاہیں تو آسمان سے

مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ﴿۴﴾

ان پر کوئی نشانی اتاریں کہ ان کے اونچے اونچے اس کے حضور جھکے رہ جائیں ۹

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا

اور نہیں آتی ان کے پاس رحمٰن کی طرف سے کوئی نئی نصیحت ۱۰ مگر اس سے

عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ﴿۵﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا

منہ پھیر لیتے ہیں ۱۱ تو بیشک انہوں نے جھٹلایا تو اب ان پر آیا چاہتی ہیں

مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ

خبریں ان کے ٹھٹھے کی ۱۲ کیا انہوں نے زمین کو نہ دیکھا ہم

اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

نے اس میں کتنے عزت والے جوڑے اگائے ۱۳ بے شک اس میں ضرور نشانی ہے ۱۴





نبیوں کے سردار ہیں' ایسے ہی ان کے منکر کفار تمام کافروں سے بدتر اور ان کی مطیع امت تمام امتوں سے بڑھ کر ہے ۵۔ یعنی لازمی اور دائمی عذاب یا دنیا میں جنگ بدر وغیرہ کے موقعہ پر یا قبر میں یا میدان محشر میں یا دوزخ میں پہنچنے پر ۶۔ سورہ شعراء مکیہ ہے آخری چار آیتوں کے سوا۔ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ سے آخر تک وہ مدنی ۷۔ روشن کتاب سے مراد قرآن کریم ہے۔ چونکہ قرآن کا کتاب اللہ ہونا بالکل ظاہر تھا کہ تمام عرب اس کے مقابلہ سے عاجز آ چکے تھے اس لئے اسے روشن فرمایا گیا۔ ۸۔ اس میں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی محبوبیت کا اظہار ہے۔ ساتھ ہی حضور کی مخلوق پر انتہائی کرم نوازی کا ذکر ہے۔ حضور امت پر کریم اور رب تعالیٰ حضور پر کریم۔ یعنی اے محبوب! کیا تم ان کے ایمان قبول نہ کرنے کے غم میں اپنی جان دے دو گے ہرگز غم نہ کرو۔ خیال رہے کہ حضور کو تاقیامت ہمارے گناہوں پر صدمہ ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ عزیز علیہ ما عنتم ۹۔ جب کفار مکہ حضور پر ایمان نہ لائے تو حضور کو ان کا کافر رہنا از حد شاق گزرا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ جن میں فرمایا گیا کہ ان کے کفر پر غم نہ کریں۔ آپ اپنا کام یعنی تبلیغ کر چکے۔ ہدایت دینا ہمارا کام ہے۔ خیال رہے کہ اس جگہ آیت سے مراد یا تو کوئی آسمانی آفت ہے یا عالم غیب کا ظاہر فرما دینا جس سے یہ لوگ ایمان لانے پر مجبور ہو جائیں۔ لیکن ایسے مجبوری ایمان کا اعتبار نہیں ہوتا۔ (روح وغیرہ) ۱۰۔ خیال رہے کہ نصیحت کا ان کے پاس آنا نیا ہے ورنہ قرآن کریم کلام اللہ قدیم ہے۔ ۱۱۔ یعنی کفار کے کافر رہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ قرآنی آیات کو بے توجہی سے سنتے ہیں۔ سر کے کان سے سنتے ہیں' دل کے کان سے نہیں سنتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کو توجہ سے سننا چاہیے۔ تلاوت قرآن کے وقت بے رغبتی' بے توجہی کفار کا عمل ہے۔ جہاں مسلمان اپنے کاروبار میں لگے ہوں۔ قرآن کی طرف توجہ نہ کر سکتے ہوں وہاں بلند آواز سے تلاوت قرآن منع ہے۔ ۱۲۔ یعنی بدر کا یا موت کا' یا قبر یا حشر کا عذاب عنقریب آیا چاہتا ہے ۱۳۔ انسان کے جوڑے' نر' مادہ سعید و شقی کالے گورے حیوانات کے جوڑے مفید مضر' حلال حرام نباتات کے جوڑے' فائدہ مند نقصان دہ' یا ہر نبات میں نر و مادہ ہے۔ ان تمام جوڑوں میں اچھے بھی ہیں' برے بھی' ان سب کا خالق رب ہے مگر اچھوں کا ذکر فرمایا' ان کی عزت افزائی کے لئے ۱۴۔ کہ پانی' زمین' سورج' ہوا ایک مگر ان سے پیدا ہونے والی چیزیں مختلف اس سے رب کی قدرت کاملہ معلوم ہوتی ہے

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

اور ان کے اکثر ایمان لانے والے نہیں ؎۱ اور بے شک تمہارا رب ضرور وہی عزت والا

الرَّحِيْمُ ﴿۹﴾ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰۤى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ

مہربان ہے ؎۲ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے موسیٰ کو ندا فرمائی ؎۳ کہ ظالم لوگوں

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ رَبِّ

کے پاس جا جو فرعون کی قوم ہے ؎۴ کیا وہ نہ ڈریں گے ؎۵ عرض کی اے میرے

اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۱۲﴾ وَيَضِيْقُ صَدْرِیْ وَلَا

رب میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے ؎۶ اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے اور میری

يَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَهُمْ عَلَیَّ

زبان نہیں چلتی ؎۷ تو تو ہارون کو بھی رسول کر ؎۸ اور ان کا مجھ پر ایک

ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۱۴﴾ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَاۤ



الزام ہے ؎۹ تو میں ڈرتا ہوں کہیں مجھے قتل کر دیں ؎۱۰ فرمایا یوں نہیں ؎۱۱ تم دونوں میری

اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَاۤ اِنَّا

آیتیں لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ سنتے ہیں ؎۱۲ تو فرعون کے پاس جاؤ ؎۱۳ پھر اس سے کہو ہم

رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۷﴾

دونوں اسکے رسول ہیں جو رب ہے سارے جہان کا ؎۱۴ کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو چھوڑ دے ؎۱۵

قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ

بولا کیا ہم نے تمہیں اپنے یہاں بچپن میں نہ پالا اور تم نے ہمارے یہاں اپنی عمر کے کئی برس

سِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ

گزارے ؎۱۶ اور تم نے کیا اپنا وہ کام جو تم نے کیا ؎۱۷ اور تم ناشکر

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ قَالَ فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۲۰﴾

تھے ؎۱۸ موسیٰ نے فرمایا میں نے وہ کام کیا جب کہ مجھے راہ کی خبر نہ تھی ؎۱۹



۱۔ کیونکہ اے محبوب جو تم پر ایمان نہ لایا وہ کسی چیز کے ذریعہ رب کو صحیح طور پر نہیں پہچان سکتا۔ ان میں جو آپ کی مان لیں گے وہ تو رب کو پہچان لیں گے۔ اسی لئے اکثر فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ یہ اکثر اضافی نہیں کیونکہ اہل مکہ میں سے اکثر لوگ آخر کار ایمان لے آئے۔ تھوڑے لوگ کفر پر مرے۔ اکثر بمعنی بعض ہے۔ ۲۔ کہ بدکاروں کو سزا دینا رب کی عزت و عظمت کا ظہور ہے۔ نیک کاروں کو جزا دینا رب کی رحمت پر مبنی ہے۔ ۳۔ وادی ایمن میں' مدین سے مصر کو جاتے ہوئے جب کہ انہیں نبوت عطا فرمائی گئی ۴۔ قبطی قوم۔ موسیٰ علیہ السلام اگرچہ بنی اسرائیل کے بھی نبی تھے مگر یہ خاص پیغام جو یہاں مذکور ہے' قبطیوں کے لئے ہی تھا' اس لئے انہیں کا ذکر فرمایا ۵۔ یہ خوف بمعنی اندیشہ ہے۔ یعنی موذی کی ایذاء کا ڈر۔ یہ خوف نبوت کے خلاف نہیں اور لاخوف علیھم میں جو خوف اطاعت مراد ہے' یہ خوف نبی' ولی کو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۶۔ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون کی نبوت کے لئے تین وجوہ عرض کئے۔ فرعون کی ایذا کا ڈر۔ فرعون کے جھٹلانے کے موقعہ پر دل کی تنگی یعنی زیادہ جوش اور بہت رنج جس سے تبلیغ میں رکاوٹ پیدا ہو۔ زبان شریف کی لکنت جس سے بات صاف نہ کہی جا سکے۔ تفسیر تنویر المقیاس میں فرمایا کہ دل کی تنگی سے مراد جرأت کی کمی ہے ۷۔ جو میری مدد کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں سے مدد لینا سنت انبیاء ہے۔ اسے حرام یا شرک کہنا سخت جہالت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت بعض انبیاء کو دعا سے ملی جیسے حضرت ہارون اور حضرت لوط علیہما السلام۔ ۸۔ قبطی کا قتل لھم سے معلوم ہوا کہ اس قبطی کا قتل شرعی جرم نہ تھا بلکہ فرعون کا قانونی جرم تھا۔ ۹۔ خوف بہت قسم کا ہے۔ خوف ازیت اور خوف عظمت' نبی کے دل میں مخلوق کا خوف ازیت ہو سکتا ہے۔ خوف عظمت نہیں ہو سکتا۔ خوف ازیت نفرت کا باعث ہے' خوف عظمت اطاعت کا موجب ہے۔ ہم سانپ سے ڈر کر بھاگتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی ازیت کا خوف تھا نہ کہ عظمت کا ۱۰۔ یعنی اب سے نہ تمہاری زبان میں لکنت رہے گی نہ دل میں تنگی اور نہ اسے تم پر قابو ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر گونگے' بہرے' دل تنگ نہیں ہوا کرتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان پر رب تعالیٰ کی خاص نگاہ کرم ہوتی ہے۔ رب اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔ فانک باعیننا ۱۱۔ یہ معلوم ہوا کہ رب اپنے پیاروں کے ساتھ اور ان کے پاس ہوتا ہے' اگر رب کو ڈھونڈتا ہو تو ان محبوبوں کے دروازوں پر جاؤ۔ ۱۲۔ اس فرعون کا نام ولید بن مصعب تھا۔ کنیت ابوالعباس اس کی عمر چار سو ساٹھ سال ہوئی (روح) اس کے نام و عمر میں اور بھی بہت سے اقوال ہیں ۱۳۔ اگرچہ موسیٰ و ہارون علیہما السلام دونوں ہی رسول تھے لیکن چونکہ حضرت ہارون موسیٰ علیہ السلام کے وزیر تھے اس لئے رسول واحد ارشاد ہوا یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام مصر روانہ ہوئے۔ آپ پشمینہ کا جبہ زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔ دست مبارک میں عصا تھا۔ عصا کے کنارے پر زنبیل تھی۔ جس میں سفر کا توشہ تھا۔ اولاً" حضرت ہارون کے پاس تشریف لے گئے انہیں اپنی رسالت کی خبر دی اور خوشخبری دی کہ تم بھی نبی کر دیئے گئے۔ فرعون کے پاس چلنے کو فرمایا۔ آپ کی والدہ ماجدہ یہ سن کر گھبرائیں اور بولیں کہ فرعون تم کو قتل کرنے کے لئے تمہاری تلاش میں ہے مگر موسیٰ علیہ السلام نہ رکے۔ صبح کے وقت فرعونی دربار میں پہنچے اور رب کا پیغام دیا۔ ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض احکام کے کفار بھی مکلف ہیں۔ فرعون پر بنی اسرائیل کو چھوڑنا واجب ہو گیا تھا۔ ۱۵۔ تیس سال تک کہ اتنے عرصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کا

(بقیہ صفحہ ۵۸۵) کھانا' کپڑا' مکانات' استعمال فرماتے تھے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس کی کمائی مخلوط ہو۔ حلال و حرام دونوں سے' اس کے گھر کا کھانا درست ہے۔ دوسرے یہ کہ کفار کا کھانا حلال ہے۔ اگر یہ چیزیں حرام ہوتیں تو رب تعالیٰ اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کو اس سے پہلے ہی بچاتا۔ ہمارے حضور نے اول عمر شریف سے کوئی حرام چیز نہ کھائی ۱۶۔ یعنی قبطی کو قتل کیا۔ ۱۷۔ کہ ہماری نعمت کا شکریہ تو ادا نہ کیا' ہمارے آدمی کو مار دیا ۱۸۔ یعنی مجھے یہ خیال نہ تھا کہ وہ مردود قبطی میرے ایک گھونسے سے مرجائے گا' خلاصہ یہ کہ میرا ارادہ اسے قتل کرنے کا نہ تھا' بلکہ مارنا ادب سکھانے کے لئے تھا



فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا
تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا ۱ جبکہ تم سے ڈرا تو میرے رب نے مجھے حکم عطا فرمایا
وَّجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۲۱﴾ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ
اور مجھے پیغمبروں سے کیا ۲ اور یہ کوئی نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان
أَنْ عَبَّدْتَّ بَنِي إِسْرَآءِيلَ ﴿۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ
جتاتا ہے کہ تو نے غلام بنا کر رکھے بنی اسرائیل ۳ فرعون بولا اور سارے جہان
الْعٰلَمِينَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
کا رب کیا ہے ۴ موسیٰ نے فرمایا رب آسمانوں اور زمین کا ۵ اور جو کچھ ان کے درمیان ہے
إِنْ كُنْتُمْ مُّوقِنِينَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْتَمِعُونَ ﴿۲۵﴾
اگر تمہیں یقین ہو ۶ اپنے آس پاس والوں سے بولا کیا تم غور سے سنتے نہیں ۷
قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَآئِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿۲۶﴾ قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمُ
موسیٰ نے فرمایا رب تمہارا اور تمہارے اگلے باپ داداؤں کا ۸ بولا تمہارے یہ رسول
الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ
جو تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں ضرور عقل نہیں رکھتے ۹ موسیٰ نے فرمایا رب پورب
وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۲۸﴾ قَالَ لَئِنِ
اور پچھم کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تمہیں عقل ہو ۱۰ بولا اگر تم نے
اتَّخَذْتَ إِلٰهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ﴿۲۹﴾
میرے سوا کسی اور کو خدا ٹھہرایا تو میں ضرور تمہیں قید کردوں گا ۱۱
قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِينٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَأْتِ بِهِ إِنْ
فرمایا کیا اگرچہ میں تیرے پاس کوئی روشن چیز لاؤں ۱۲ کہا تو لاؤ اگر
كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ﴿۳۱﴾ فَأَلْقٰى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ
سچے ہو تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا جبھی وہ





۱۔ اور مصر چھوڑ کر مدین چلا گیا۔ ۲۔ مدین سے مصر آتے وقت طور شریف کے پاس ۳۔ یعنی تو مجھ پر اپنی پرورش کا احسان جتاتا ہے' اور مجھے ایک قبطی کے مارنے پر الزام دیتا ہے اور خود تو نے میری ساری قوم بنی اسرائیل کو ناحق غلام بنا رکھا ہے اور ہزارہا بے گناہ بچوں کے خون سے تیرے ہاتھ آلودہ ہیں ۴۔ اس سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون رب تعالیٰ کا منکر تھا۔ خود اپنے آپ کو رب العالمین کہتا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ رب العالمین تو میں ہوں اور میں نے تم کو رسول بنایا نہیں۔ پھر تم رسول کیسے ہوگئے۔ یا یہ مقصد ہے کہ رب العالمین کی صفات بتاؤ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص سے اس کے لائق گفتگو کرنی چاہیے۔ کیونکہ فرعون صرف عالم اجسام کو جانتا تھا۔ عالم انوار' عالم امر' عالم ارواح وغیرہ سے بے خبر تھا۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے صرف عالم اجسام کا ہی ذکر کیا۔ اور وہ بھی آسمان و زمین اور ان کے درمیان کا جو اسے محسوس تھا۔ ورنہ رب تعالیٰ تمام عالموں کا رب ہے' خواہ عالم اجسام ہوں یا کوئی اور ۶۔ یقین استدلالی علم پر بولا جاتا ہے' اسی لئے اللہ کے علم کو یقین نہیں کہا جاتا۔ مطلب یہ ہے کہ اے فرعونیو! اگر تم میں آیات الٰہیہ میں غور کرنے کی اہلیت ہو تو ان سے رب کو پہچانو۔ ۷۔ اس وقت فرعون کے آس پاس پانچ سو خاص آدمی زیوروں سے آراستہ جڑاؤ کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ ان لوگوں کا عقیدہ یہ نہ تھا کہ آسمان و زمین کا خالق فرعون ہے' یا وہ آسمان و زمین کو دائمی مانتے تھے۔ قدیم کو خالق کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا ان کے لئے کوئی خالق نہ مانتے تھے ۸۔ یعنی اگر تم آسمان و زمین کو قدیم مانتے ہو تو تم اور تمہارے باپ دادا تو قدیم نہیں' یہ تو خالق کے حاجت مند ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ جس نے تمہیں' انہیں پیدا فرمایا۔ اور پالا پرورش کیا۔ ۹۔ کیونکہ یہ میرے سوائے دوسرے نہ دیکھے ہوئے کو رب مان رہے ہیں۔ خیال رہے کہ فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو رسول کہنا مذاق و دل لگی کے طور پر تھا اور رسولکم کہنے سے اس کا مطلب یہ تھا اگر یہ رسول ہوں بھی تو تمہارے ہوں گے نہ کہ میرے میں تو رب ہوں۔ معاذ اللہ! ۱۰۔ یعنی سورج کا پورب سے نکل کر پچھم میں ڈوبنا' اس سے موسموں فصلوں کا بدلنا بتا رہا ہے کہ یہ قدیم نہیں کسی قدرت والے کے قبضہ میں ہیں' اور ظاہر ہے کہ تو ان کا رب نہیں کیونکہ یہ تجھ سے پہلے سے ہیں' تیرا ان پر کوئی اثر نہیں۔ لہٰذا ان کے حرکت دینے والے کو رب مان لے۔ سبحان اللہ ۱۱۔ اس کلام سے فرعون کی بے کسی اور بے بسی اور موسیٰ علیہ السلام کی ہیبت ظاہر ہو رہی ہے کیونکہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے دلائل کا کوئی جواب نہ دیا۔ ساتھ ہی قتل کا نام بھی نہ لیا بلکہ قید کرنے کو کہا' یہ بھی اپنے ساتھیوں میں اپنا رعب قائم رکھنے کو ۱۲۔ یعنی اپنے معجزے جو میری نبوت کی کھلی دلیل ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ تو مجھے بفضلہ تعالیٰ قید بھی نہیں کر سکتا۔ رب نے میری حفاظت فرمائی ہے اور مجھے ایسے معجزے بخشے ہیں جن کے سامنے تیری ساری قوتیں ہیچ ہیں

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ معجزات صرف نبوت کے ثبوت کے لئے پیش کئے جاتے ہیں کفار کو ہلاک کرنا مقصود نہیں ہوتا۔ ورنہ عصا موسوی سانپ بن کر فرعون کو بھی نگل سکتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند چیر دیا مگر ابوجہل کا جگر شق کر کے اسے ہلاک نہ فرمایا۔ یہ بھی خیال رہے کہ نبوت کا ثبوت معجزات سے ہوتا ہے اور کتاب الٰہی کا ثبوت نبی کے فرمان سے۔ ہمارا قرآن چونکہ حضور کا معجزہ بھی ہے اس لئے یہ اس حیثیت سے حضور کی نبوت کا ثبوت ہے' اور کتاب ہونے کی حیثیت سے حضور کی زبان مبارک سے ثابت ہے ۲۔ ناظرین فرما کر بتایا کہ موسیٰ علیہ السلام کی صرف ہتھیلی چمک جاتی تھی' ہاتھ شریف کی پشت جو خود آپ کی طرف ہوتی



ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿٣٢﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿٣٣﴾

صریح اژدہا ہو گیا اور اپنا ہاتھ نکالا تو جبھی وہ دیکھنے والوں کی نگاہ میں جگمگانے لگا ۲

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿٣٤﴾ يُّرِيْدُ اَنْ

بولا اپنے گرد کے سرداروں سے کہ بے شک یہ دانا جادوگر ہیں ۳ چاہتے ہیں کہ

يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ قَالُوْۤا

تمہیں تمہارے ملک سے نکال دیں اپنے جادو کے زور سے تب تمہارا کیا مشورہ ہے ۴

اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿٣٦﴾ يَاْتُوْكَ

وہ بولے انہیں اور ان کے بھائی کو ٹھہرائے رہو اور شہروں میں جمع کرنے والے بھیجو ۵ کہ وہ

بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿٣٧﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٣٨﴾

تیرے پاس لے آئیں ہر بڑے جادوگر دانا کو ۶ تو جمع کئے گئے جادوگر ایک مقررہ دن کے

وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿٣٩﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ

وعدہ پر ۷ اور لوگوں سے کہا گیا کیا تم جمع ہو گئے شاید ہم ان جادوگروں ہی

السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿٤٠﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا

کی پیروی کریں ۸ اگر یہ غالب آئیں ۹ پھر جب جادوگر آئے فرعون سے

لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿٤١﴾ قَالَ

بولے کیا ہمیں کچھ مزدوری ملے گی اگر ہم غالب آئے بولا

نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٤٢﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا

ہاں اور اس وقت تم میرے مقرب ہو جاؤ گے ۱۰ موسیٰ نے ان سے فرمایا ڈالو

مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿٤٣﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ

جو تمہیں ڈالنا ہے ۱۱ تو انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور بولے

فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٤٤﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ

فرعون کی عزت کی قسم بیشک ہماری ہی جیت ہے ۱۲ تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا جبھی وہ انکی



تھی' بدستور رہتی تھی۔ ۳۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام اتنے روز تک جو غائب رہے کہیں جادو سیکھنے گئے تھے۔ خوب سیکھ کر آئے ہیں۔ یہ اس لئے کہا کہ کہیں اس کے درباری ایمان نہ لے آئیں۔ ۴۔ فرعون نے آج پہلی بار ان لوگوں سے مشورہ کیا۔ اس سے پہلے ہر کام اپنی رائے سے کرتا تھا (روح) ۵۔ تاکہ وہ ملک مصر کے جادوگروں کو جمع کریں۔ جادوگر موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کریں۔ مقصد یہ تھا کہ اس طرح یہ ثابت کر دیا جائے۔ کہ ایسے کرشمے نبوت کی دلیل نہیں ہوتے' یہ تو ہمارے جادوگر بھی کر لیتے ہیں مگر وہ نبی نہیں' معاذ اللہ۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ اس زمانے میں جادو کا بہت زور تھا۔ اسی لئے ایسا معجزہ آپ کو عطا ہوا۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ شریف میں طب کا زور تھا تو آپ کو اسی قسم کا معجزہ دیا گیا۔ اگر قادیانی نبی ہوتا تو اس کے زمانے میں سائنس کا زور تھا۔ چاہیے تھا کہ اس کو اسی قسم کا معجزہ ملتا ۷۔ فرعونیوں کے میلے کے دن چاشت کے وقت ۸۔ یعنی اگر جادوگر موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ جائیں تو ہم جادوگروں کی پیروی کرتے ہوئے فرعون ہی کو رب مانے جائیں۔ وہ جادوگر فرعون کی پوجا کرتے تھے۔ یہ ہی پیروی یہاں مراد ہے نہ کہ ان کو اپنا بادشاہ مان لینا اور اگر موسیٰ علیہ السلام غالب آ جائیں تو ہم ان کی پیروی نہ کریں اور نہ فرعون کی عبادت چھوڑیں۔ اسی لئے موسیٰ علیہ السلام کے غالب آ جانے کا ذکر نہ کیا۔ آج جو لوگ اس نیت سے مناظرہ دیکھیں کہ اگر ہمارا جھوٹا عالم غالب آ گیا تو ہم بخوشی قبول کر لیں گے۔ اور اگر دوسرا عالم غالب آیا خواہ وہ سچا ہو تو اسے نہ مانیں۔ اگر مناظرہ صرف سچے کو شرمندہ کرنے کو ہو تو وہ لوگ فرعونیوں کے اس طریقے پر ہیں ۹۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کی اتباع سے لوگوں کو روکیں نہ یہ کہ جادوگروں کا دین اختیار کریں۔ جادوگر تو خود فرعون کے دین پر تھے۔ اسے رب مانتے تھے۔ ۱۰۔ اس طرح کہ تمہیں فرعونی دربار میں خاص عزت ملے گی۔ تم سب سے پہلے دربار میں آیا کرو گے اور سب کے بعد جایا کرو گے۔ وزارت تمہاری جاگیر ہو گی۔ یہ اس کے ہاں انتہائی عزت تھی۔ مگر آخر کار جادوگر رب کے مقرب بن گئے موسیٰ علیہ السلام کے فیض سے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذلیل کرنے کے لئے جادوگر کو جادو کی اجازت دینی یا جھوٹا کرنے کے لئے نجومی سے فال نکالنے کو کہنا جائز ہے کہ وہاں تبلیغ اسلام اور کفر کی کمزوری دکھانا مقصود ہے' ورنہ جادو کرانا یا نجومی سے فال کھلوانا حرام تھی۔ یہاں پہلی صورت تھی کہ جادوگر پہل کی وجہ سے ہی مجبور ہوئے۔ ۱۲۔ کیونکہ ہم سارے ملک میں چوٹی کے جادوگر ہیں۔ آج ہم نے اپنی پوری طاقت خرچ کر دی ہے۔

ا۔ یعنی ان کی تمام رسیاں' لاٹھیاں شہتیر جو سانپ کی شکل میں نظر آ رہے تھے' سب کو نگل گیا اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اسے پکڑا تو پھر ویسے ہی لاٹھی ہو گئی۔ نہ بڑھا' نہ وزن زیادہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ جب لاٹھی سانپ کی شکل اختیار کرتی تھی۔ تو وہ بھی کھا پی لیتی تھی۔ یہ اس شکل کے احکام تھے۔ حضور خدا کا نور ہیں۔ آپ کا کھانا' پینا' سونا' جاگنا اس بشریت کے ظاہری احکام ہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی علم برا نہیں۔ ان جادوگروں کو ایمان جادو کے علم کی بدولت ملا کہ انہوں نے معجزے اور جادو میں فرق کر لیا۔ ہاں جادو کرنا گناہ ہے۔ فقہاء تو فرماتے ہیں' جہاں جادو کا زور ہو' وہاں جادو سیکھنا ضروری ہے جادو رد کرنے کو ۳۔ معلوم ہوا کہ نبی رب کی پہچان ہیں۔ رب وہ ہے جسے حضرات انبیاء کرام و صالحین نے رب مانا۔ کیونکہ عقل تو کبھی چاند' سورج کو بھی رب مان لیتی ہے۔ جادوگروں نے کہا کہ رب العالمین وہ ہے جسے حضرت موسیٰ و ہارون رب مانتے ہیں۔ فرعون یا کوئی اور چیز رب نہیں ۴۔ یہاں قبل سے مراد بغیر ہے۔ یعنی تم میری اجازت کے بغیر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان کیوں لے آئے۔ یہ مطلب نہیں کہ فرعون ان جادوگروں کو ایمان لانے کی اجازت دینے والا تھا۔ خیال رہے کہ اس موقعہ پر فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کچھ نہ کہا۔ یہ اسی وعدہ الٰہی کا ظہور تھا کہ فرعون تم سے کچھ نہ کہہ سکے گا۔ ورنہ اس کے نزدیک جادوگروں سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کا قصور تھا ۵۔ رب کا وعدہ پورا ہوا کہ فرعون نے جادوگروں کو تو سولی دی مگر موسیٰ علیہ السلام کو کچھ نہ کہہ سکا۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ مومن کی موت عید ہے کہ اس کے ذریعہ وہ رب سے ملتا ہے۔ اسی لئے بزرگوں کی وفات کو عرس یعنی شادی کہتے ہیں' کہ وہ وہ محبوبوں کی ملاقات کا ذریعہ ہے۔ کافر کی موت ایسی ہے جیسے بھاگے ہوئے ملزم کی گرفتاری۔ سبحان اللہ! ایمان لاتے ہی جادوگروں کے دل میں خدا کے سوا کسی کا خوف نہ رہا۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۷۔ کیونکہ سب سے پہلے نیکی کرنے کا ثواب زیادہ ہے کہ پھر جو لوگ دیکھا دیکھی یہ نیکی کریں گے' ان سب کا ثواب اس موجد کو ہو گا۔ ان کا اجر بھی کم نہ ہو گا۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام پر سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو غیر اللہ کا خوف نہیں ہوتا۔ ان جادوگروں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صحبت ملتے ہی ایمان کا انتہائی درجہ مل گیا۔ ایک ہی دن میں مومن۔ صوفی' صحابی' صابر' شہید ہو گئے۔



تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْٓا

بناوٹوں کو نگلنے لگا ۱ اب سجدہ میں گرے جادوگر ۲ بولے

اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ

ہم ایمان لائے اس پر جو سارے جہان کا رب ہے جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے ۳ فرعون بولا کیا تم

لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ

اس پر ایمان لائے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں ۴ بے شک وہ تمہارا بڑا ہے جس نے

فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ

تمہیں جادو سکھایا تو اب جانا چاہتے ہو مجھے قسم ہے بے شک میں تمہارے ہاتھ اور دوسری

خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۫ اِنَّآ

طرف کے پاؤں کاٹوں گا اور تم سب کو سولی دوں گا ۵ وہ بولے کچھ نقصان نہیں ہم

اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا

اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں ۶ ہمیں طمع ہے کہ ہمارا رب ہماری خطائیں

خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى

بخش دے اس پر کہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے ۷ اور ہم نے موسیٰ کو وحی بھیجی کہ راتوں رات

اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي

میرے بندوں کو لے نکل بے شک تمہارا پیچھا ہونا ہے ۸ اب فرعون نے شہروں میں

الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾

جمع کرنے والے بھیجے ۹ کہ یہ لوگ ایک تھوڑی جماعت ہیں ۱۰

وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَخْرَجْنٰهُمْ

اور بے شک وہ ہم سب کا دل جلاتے ہیں ۱۱ اور بے شک ہم سب چوکنے ہیں ۱۲ تو ہم نے

مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۷﴾ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ

انہیں باہر نکالا ۱۳ باغوں اور چشموں اور خزانوں اور عمدہ مکانوں سے ۱۴ ہم نے ایسا ہی



دیں مجو اندر کتب اے بے خبر
علم و حکمت در کتب دیں از نظر!

۸۔ یعنی بنی اسرائیل کو لے کر روانہ ہو جاؤ' تمہارے پیچھے فرعون آئے گا اور غرق ہو گا۔ ۹۔ جو فرعونی لشکر کو جمع کریں۔ یہ لشکر بنی اسرائیل کا پیچھا کریں اور گرفتار کریں اگر گرفتاری میں جنگ کرنا پڑ جاوے تو یہ لشکر جنگ کر سکیں۔ اس کی اسکیم تو یہ تھی مگر رب کا منشاء یہ تھا کہ سب غرق کر دیئے جاویں ۱۰۔ بنی اسرائیل اس وقت چھ لاکھ ستر ہزار تھے مگر فرعونی لشکر بے شمار تھا۔ فرعون نے اپنے لشکر کے اعتبار سے بنی اسرائیل کو تھوڑا کہا۔ وہ سمجھا کہ آج اکثریت اقلیت کو دبالے گی مگر قدرت کو کچھ اور منظور تھا۔ ۱۱۔ اس طرح کہ یہاں مصر میں رہے تو ہماری مخالفت کرتے رہے' اور پھر ہماری بغیر اجازت مصر سے نکل گئے۔ جاتے وقت ہمارا زیور بھی مانگ کر لے گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حربی کافر کو جلانا بھی عبادت ہے جیسے مومن کو خوش کرنا ثواب ہے ایسے ہی کافر کو ناراض کرنا عبادت ۱۲۔ ہتھیار بند اور مستعد ہیں اس سے غافل نہیں۔ لہٰذا وہ آج ہم سے بچ کر نہیں جا سکتے۔ ۱۳۔ معلوم ہوا کہ جس جگہ پیغمبر کی قبر ہو' وہاں عذاب

(بقیہ صفحہ ۵۸۸) الٰہی نہیں آسکتا۔ مصر میں یوسف علیہ السلام اور آپ کے بھائیوں کی قبریں تھیں۔ اسی لئے فرعون پر وہاں رہ کر عذاب نہ آیا بلکہ باہر نکال کر۔ دوسری قوموں پر ان کی بستیوں میں ہی عذاب آگیا مصر محفوظ رہا ان بزرگوں کی برکت سے۔ ۱۴۔ یعنی بظاہر یہ فرعونی پکڑنے جارہے تھے لیکن درحقیقت وہ پکڑ میں جارہے تھے۔



وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۵۹﴾ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِیْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا

کیا اور ان کا وارث کردیا بنی اسرائیل کو ۱ تو فرعونیوں نے ان کا تعاقب کیا دن نکلے ۲

تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾

پھر جب آمنا سامنا ہوا دونوں گروہوں کا موسیٰ والوں نے کہا ہم کو انہوں نے آلیا ۳

قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿۶۲﴾ فَاَوْحَیْنَآ اِلٰى

موسیٰ نے فرمایا یوں نہیں بے شک میرا رب میرے ساتھ ہے ۴ وہ مجھے اب راہ دیتا ہے

مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ

تو ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ دریا پر اپنا عصا مار تو جبھی دریا پھٹ گیا ۵ تو ہر

فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ ﴿۶۳﴾ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِیْنَ ﴿۶۴﴾ وَ

حصہ ہوگیا جیسے بڑا پہاڑ ۶ اور وہاں قریب لائے ہم دوسروں کو ۷ اور

اَنْجَیْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِیْنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا



ہم نے بچا لیا موسیٰ اور اس کے سب ساتھ والوں کو ۸ پھر دوسروں کو

الْاٰخَرِیْنَ ﴿۶۶﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

ڈبو دیا ۹ بے شک اس میں ضرور نشانی ہے ۱۰ اور ان میں اکثر مسلمان

مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۶۸﴾ وَاتْلُ

نہ تھے ۱۱ اور بے شک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے اور ان پر

عَلَیْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِیْمَ ﴿۶۹﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۰﴾

پڑھو خبر ابراہیم کی ۱۲ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا تم کیا پوجتے

قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِیْنَ ﴿۷۱﴾ قَالَ هَلْ

ہو ۱۳ بولے ہم بتوں کو پوجتے ہیں پھر ان کے سامنے آسن مارے رہتے ہیں فرمایا کیا وہ

یَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿۷۲﴾ اَوْ یَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ یَضُرُّوْنَ ﴿۷۳﴾

تمہاری سنتے ہیں جب تم پکارو یا تمہارا کچھ بھلا برا کرتے ہیں ۱۴



ع ۴ ۸   وقف لازم

۱۔ چنانچہ غرق فرعون کے بعد فوراً یا حضرات داؤد علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل مصر میں جاکر آباد ہوئے اور فرعونیوں کی تمام جائیدادوں پر قبضہ کرلیا۔ اگر عہد داؤدی میں یہ حضرات مصر پہنچے ہوں تو معنی یہ ہیں کہ بنی اسرائیل فرعونی مالوں کے مالک تو فوراً ہو گئے تھے لیکن قبضہ بعد میں کیا۔ چونکہ مصر میں عذاب نہ آیا تھا اس لئے وہاں رہنا جائز تھا ۲۔ چنانچہ فرعون نے لشکر اس طرح مرتب کیا کہ چھ لاکھ آگے' چھ لاکھ دائیں' چھ لاکھ بائیں' چھ لاکھ پیچھے اور بے شمار جماعت وسط میں تھی اور خود فرعون ان کے درمیان تھا۔ ۳۔ کہ آگے دریا ہے اور پیچھے فرعونی لشکر ۴۔ یعنی رب میرے ساتھ ہے اور میں تمہارے ساتھ ہوں۔ لہٰذا رب تمہارے ساتھ بھی ہے' اور جس کے ساتھ رب ہو' اس پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر رب کے ملنے کا وسیلہ عظمیٰ ہیں کہ انکے بغیر رب نہیں ملتا۔ جو نبی کے ساتھ ہے رب ان کے ساتھ ہے اور جو نبی سے علیحدہ ہیں' رب سے دور ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمانا اس بنا پر تھا کہ رب نے فرمایا تھا۔ اننی معکما میں تم دونوں کے ساتھ ہوں ۵۔ اس طرح کہ دریا کے بارہ حصے ہو گئے۔ جس سے بارہ خشک راستے بن گئے یہ دریائے قلزم تھا جو بحر فارس کا ایک حصہ ہے۔ یہاں سے مصر تین دن کی راہ ہے۔ ۶۔ یعنی ان راستوں کے دونوں طرف پانی کے پہاڑ کھڑے ہو گئے۔ سبحان اللہ ۷۔ فرعون اور اس کے لشکر کو' اس طرح کہ بنی اسرائیل جب باہر نکلے تو فرعونی بیچ دریا کے پہنچے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل میں تو موسیٰ علیہ السلام کو پار لگانا تھا۔ دوسروں کو اس لئے پار لگایا کہ وہ حضرت موسیٰ کے ساتھ تھے۔ اس لئے ومن معہ فرمایا گیا۔ لکڑی کے طفیل لوہا بھی تر جاتا ہے۔ بزرگوں کی ہمراہی دین و دنیا میں نجات کا ذریعہ ہے ۹۔ اس طرح کہ جب فرعونی بیچ سمندر میں آگئے اور بنی اسرائیل نکل گئے تو ان تمام پانی کے پہاڑوں کو آپس میں مل جانے کا حکم دے دیا گیا ۱۰۔ اس زمانے کے مومنوں کو تو دیکھ کر اور بعد کے لوگوں کو' ان کے قصے سن کر' بلکہ فرعون کی لاش دیکھ کر' کیونکہ اس کی لاش بعد میں محفوظ رکھی گئی۔ رب فرماتا ہے۔ اَلْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ۱۱۔ اہل مصر میں صرف تین حضرات ایمان لائے۔ حضرت آسیہ فرعون کی زوجہ۔ حضرت خربیل آل فرعون کا مومن اور بی بی مریم بنت ناموشا۔ جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر شریف کا پتہ موسیٰ علیہ السلام کو دیا۔ ۱۲۔ معلوم ہوا کہ حضور کو تو حضرت ابراہیم کی خبر پہلے سے ہے۔ قرآن کریم میں ان خبروں کا بیان فرمانا' لوگوں کو سنانے کے لئے ہے۔ ۱۳۔ آپ کا یہ سوال سرزنش کے لئے ہے' ورنہ آپ کو تو معلوم تھا کہ یہ لوگ بت پرست ہیں۔ ۱۴۔ یعنی ان بتوں میں یہ کچھ نہیں' تو پھر انکی پوجا سے کیا فائدہ ہے

قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ
بولے بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا ۱ فرمایا تو کیا تم دیکھتے ہو
مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۵﴾ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿۷۶﴾
یہ جنہیں پوج رہے ہو تم اور تمہارے اگلے باپ دادا ۲
فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۷﴾ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ
بے شک وہ سب میرے دشمن ہیں ۳ مگر پروردگار عالم ۴ وہ جس نے مجھے پیدا کیا تو
يَهْدِيْنِ ﴿۷۸﴾ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ﴿۷۹﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ
وہ مجھے راہ دے گا ۵ اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے ۶ اور جب میں بیمار ہوں
فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿۸۰﴾ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ﴿۸۱﴾ وَ
تو وہی مجھے شفا دیتا ہے ۷ اور وہ مجھے وفات دے گا پھر مجھے زندہ کرے گا اور
الَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۸۲﴾
وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں قیامت کے دن بخشے گا ۸
رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَاجْعَلْ
اے میرے رب مجھے حکم عطا کر ۹ اور مجھے ان سے ملادے جو تیرے قرب خاص کے سزاوار ہیں
لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ
۱۰ اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں ۱۱ اور مجھے ان میں کر جو
وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿۸۵﴾ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ
چین کے باغوں کے وارث ہیں ۱۲ اور میرے باپ کو بخش دے بے شک
الضَّآلِّيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ
گمراہ ہے ۱۳ اور مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں گے ۱۴ جس دن
مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۹﴾
نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے ۱۵ مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر ۱۶



۱۔ یعنی ہم بت پرستی کچھ سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ باپ دادوں کی تقلید میں کرتے ہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کے نافرمان اگرچہ اپنے رشتہ دار ہی ہوں' اپنے دشمن ہیں' اور رب کے پیارے اگرچہ ہم سے اجنبی ہوں مگر ہماری آنکھوں کے تارے دل کے سہارے ہیں۔ یہ ہی سنت انبیاء ہے کیونکہ اس قوم کے باپ دادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھی آباؤ اجداد تھے۔ اور خود یہ لوگ بھی رشتہ دار تھے۔ مگر ان سب کو اپنا دشمن فرمایا ۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بت پرستوں کی ہر چیز سے نفرت چاہیے۔ ان کے بت اور بت خانے قابل نفرت ہیں دوسرے یہ کہ تقیہ کرنا انبیاء کے طریقہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس وقت حضرت ابراہیم اکیلے تھے۔ ساری قوم مخالف تھی۔ مگر آپ نے اپنا دین چھپایا نہیں' تیسرے یہ کہ انبیاء کرام کو قدرتی طور پر قوت قلبی عطا ہوتی ہے۔ اگر قادیانی نبی ہوتا تو انسانوں کے خوف سے حج نہ چھوڑتا۔ ۴۔ چونکہ یہ لوگ رب تعالیٰ کی بھی عبادت کرتے تھے اور بتوں کی بھی' اس لئے آپ نے یہ استثناء فرمایا کہ بت تو میرے دشمن ہیں۔ اور رب العالمین میرا رب ہے' یا مقصد یہ ہے کہ تم لوگ بتوں کی عبادت چھوڑ کر رب العالمین کی عبادت کرو جس کی صفات یہ ہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ نبی کا ہادی براہ راست رب تعالیٰ ہے۔ فرشتے یا کتاب کا واسطہ ان کے لئے نہیں ہوتا۔ رب نے قرآن کریم کے متعلق فرمایا۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔ یعنی اے محبوب! تمہارے لئے نہیں۔ تم تو پہلے سے ہدایت پر ہو۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام نے ایک آن کے لئے بھی شرک نہ کیا۔ انبیاء کرام بدعقیدگی اور برے عملوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب عصمت انبیاء میں مطالعہ کرو۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ برائی کی نسبت اپنی طرف کرنی چاہیے اور خوبی و بہتری کی نسبت رب کی طرف کیونکہ بیماری کو اپنی طرف اور شفاء کو رب کی طرف منسوب فرمایا۔ ورنہ مصیبت و راحت رب کی طرف سے ہیں۔ یہ آپ کا ادب تھا۔ ۸۔ حضرت ابراہیم کا یہ کلام دوسروں کی تعلیم کے لئے ہے۔ تاکہ لوگ آپ سے سن کر استغفار کرنا سیکھیں' ورنہ آپ گناہوں سے معصوم ہیں۔ یا خطاء سے مراد وہ ہے جو پیغمبر کی شان کے لحاظ سے خطا ہو۔ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ اس کلام میں حضرت ابراہیم نے اشارۃً یہ فرمایا کہ کوئی شخص اگرچہ کتنا ہی پرہیز گار ہو اپنی مغفرت پر یقین نہ کرے' بلکہ رب سے امید و خوف رکھے۔ اسی لئے آپ نے اطمع فرمایا۔ ۹۔ حکم سے مراد علم و حکمت یا نبوت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا یہ تمام کلام عطاء نبوت سے پہلے ہے۔ ۱۰۔ یہ عرض بھی تعلیم کے لئے ہے ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاص خدام بھی صالحین یعنی قرب خاص کے سزاوار ہیں۔ یوسف و موسیٰ علیہ السلام نے اس الحاق کی دعائیں مانگی ہیں۔ یہ دعا مانگنا سنت انبیاء ہے ۱۱۔ اس طرح کہ آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر کے ساتھ باقی رہے اور میری اولاد میں انبیاء و اولیاء ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں نیک نامی اور اچھا ذکر رب کی رحمت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس کی دعا کی اور آپ کی دعا ایسی قبول ہوئی کہ تمام قوموں میں آپ کی آج تک عزت ہے۔ سارے اہل کتاب اپنے کو ابراہیمی کہتے ہیں اور ہند کے مشرک انہیں کرشن کا نام دے کر تعریفیں کرتے ہیں۔ مشرکین عرب بھی اپنے کو ابراہیمی کہتے تھے۔ ۱۲۔ یعنی اپنے فضل و کرم سے جنت دے۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ جنت رب کے فضل سے ملتی ہے' نہ کہ محض اپنے عمل سے' جیسے وراثت کا مال وارث کو ملتا ہے اس کے کسی عمل کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ یہی جنت کا حال ہے سبحان اللہ۔ یا یہ مطلب ہے

(بقیہ صفحہ ۵۹۰) کہ ہر جنتی، دوزخی کافر کے حصہ پر بھی قبضہ کرے گا۔ یہ قبضہ گویا وراثت ہے ۱۳۔ یعنی میرے چچا آزر کو ایمان و توبہ کی توفیق عطا فرما جس سے وہ تیری بخشش کا مستحق ہو جائے۔ یہ دعا اس لئے فرمائی کہ آزر نے آپ سے ایمان کا وعدہ کیا تھا۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِيَّاهُ ۚ (خزائن العرفان) ورنہ مشرک کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔ اسی لئے اسے مرحوم و مغفور کہنا حرام ہے ۱۴۔ آپ کی یہ دعا بھی لوگوں کی تعلیم کے لئے ہے ورنہ انشاء اللہ ابراہیم علیہ السلام کے غلام در غلام بھی قیامت کی رسوائی سے محفوظ ہیں۔ ۱۵۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں مال، اولاد کام نہ آنا، کفار کے لئے ہے۔ مومن کو



وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ

اور قریب لائی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے لئے ۱ اور ظاہر کی جائے دوزخ

لِلْغٰوِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾

گمراہوں کے لئے ۲ اور ان سے کہا جائے گا کہاں ہیں وہ جن کو تم پوجتے تھے ۳

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾

اللہ کے سوا کیا وہ تمہاری مدد کریں گے یا بدلہ لیں گے ۴

فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ

تو اوندھا دئیے گئے جہنم میں وہ اور سب گمراہ اور ابلیس کے

اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾ قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا

لشکر سارے ۵ کہیں گے اور وہ اس میں باہم جھگڑتے ہوں گے ۶ خدا کی قسم

لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۷﴾ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۸﴾

بے شک ہم کھلی گمراہی میں تھے جب کہ تمہیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے ۷

وَمَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿۱۰۰﴾

اور ہمیں نہ بہکایا مگر مجرموں نے ۸ تو اب ہمارا کوئی سفارشی نہیں ۹

وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ

اور نہ کوئی غمخوار دوست ۱۰ تو کسی طرح ہمیں پھر جانا ہوتا ۱۱ کہ ہم مسلمان

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

ہو جاتے بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت ایمان

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ كَذَّبَتْ

والے نہ تھے ۱۲ اور بے شک تمہارا رب وہی عزت والا مہربان ہے نوح کی قوم

قَوْمُ نُوْحِ ِۨ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ ۚ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا

نے پیغمبروں کو جھٹلایا ۱۳ جب کہ ان سے ان کے ہم قوم نوح نے کہا کیا تم



دونوں چیزیں کام آئیں گی، انشاء اللہ، جیسا کہ آگے استثناء سے معلوم ہو رہا ہے۔ مومن کی اولاد شفاعت کرے گی۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا ۱۶۔ یعنی جو سلامت دل لے کر رب کے حضور حاضر ہوا اس کا مال بھی کام آئے گا اور اولاد بھی۔ سلامتی دل سے مراد دل کا بدعقیدگیوں سے پاک ہونا۔ صوفیاء کے نزدیک قلب سلیم وہ ہے جسے محبت و عشق الٰہی کے سانپ نے ڈس لیا ہو عربی میں سلیم سانپ ڈسے ہوئے کو کہتے ہیں۔

۱۔ مرتے وقت یا قبر میں یا حشر میں کہ مومن ان تینوں جگہ سے جنت کا ملاحظہ کرتا ہے ۲۔ اس طرح کہ کافر مرتے وقت برزخ میں اور محشر میں دوزخ کو اپنے قریب دیکھے گا۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں جھوٹے معبود اپنے پرستاروں سے غائب ہو جائیں گے۔ اور حضرات انبیاء اولیاء اپنے متبعین سے قریب رہیں گے، ان کی شفاعت کریں گے۔ ان کی آس بندھائیں گے اور مدد فرمائیں گے۔ ۴۔ تم سے اپنا، اس طرح کہ چاند، سورج اور تمہارے بت دوزخ میں تم کو اور زیادہ تکلیف دیں گے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ ۵۔ یعنی تمام بت اور بت پرست، شیطان اور اس کی ذریت، سب دوزخ میں گرائے جائیں گے۔ تا کہ ایک دوسرے سے لڑیں جھگڑیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں پہنچ کر دوزخی ایک دوسرے کو پہچانیں گے اور ملامت کریں گے۔ نہ پہچاننا اول قیامت میں ہو گا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ کفار خدا کو عالم کا خالق، مالک، مدبر مان کر اور بتوں کو اس کے بندے مان کر اس لئے مشرک ہوئے کہ وہ بعض بندوں کو رب کے برابر مانتے تھے۔ کسی کو خدا کی اولاد، کسی کو خدا کا شریک، نیز چونکہ وہ پیغمبروں کا انکار کر کے رب کو مانتے تھے لہٰذا مشرک ہی رہے ۸۔ سرداران کفر جنہوں نے ہم کو شرک و کفر کی دعوت دی اور ہم نے ان کے کہنے سے بت پرستی کی ۹۔ جیسے مسلمانوں کے بہت شفیع ہیں، انبیاء، اولیاء، چھوٹی اولاد، خانہ کعبہ، ماہ رمضان، شفاعت، کا پورا مسئلہ ہماری تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو ۱۰۔ معلوم ہوا کہ شفیع نہ ہونا، دوستوں کا کام نہ آنا کفار کے لئے ہے۔ مومنوں کی دوستیاں کام آئیں گی اور ان کے بہت سے شفیع بھی ہوں گے۔ ۱۱۔ دنیا میں اعمال صالح کرنے کے لئے، تو اب ہم وہاں جا کر مومن متقی بن جاویں۔ ۱۲۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام کی قوم میں بہت ہی تھوڑے آپ پر ایمان لائے۔ اکثر بے ایمان رہے۔ چنانچہ بابل والوں میں سے صرف حضرت لوط اور نمرود کی بیٹی آپ پر ایمان لائے (روح) حضرت سارہ بھی آپ پر ایمان لائیں۔ ۱۳۔ نوح علیہ السلام کا نام شریف یشکر ہے، آپ چوتھے نبی ہیں۔ تمام انسانوں کے نبی تھے۔ سب سے زیادہ عمر آپ کی ہوئی۔ ایک ہزار برس سے زیادہ آپ نے تبلیغ کی، مگر بہتر آدمی باہر کے اور آٹھ آدمی گھر کے آپ پر ایمان لائے۔ چونکہ ایک نبی کا جھٹلانا تمام رسولوں کا جھٹلانا ہے اس لئے مرسلین جمع لایا گیا۔

ا۔ اللہ سے یا نبی سے' یا کفرو شرک اور میری نافرمانی سے ۲۔ آپ اعلان نبوت سے پہلے ہی اس قوم میں مانے ہوئے سچے اور امین تھے۔ نیز آپ اللہ کی وحی اور رسالت پر امین تھے۔ خیال رہے کہ نبی کا صادق الوعد اور امانتدار ہونا ضروری ہے ۳۔ خیال رہے کہ یہاں تقویٰ سے مراد ایمان ہے اور اطاعت سے مراد پرہیزگاری ہے۔ لہٰذا آیت میں تکرار نہیں۔ یعنی اولاً" پھر اعمال میں میری فرمانبرداری کرو۔ معلوم ہوا کہ نبی مطلق مطاع ہوتے ہیں۔ ان کے ہر حکم کی اطاعت ضروری ہے کیونکہ اطاعت کو مطلق رکھا گیا۔ اس میں کوئی قید نہیں لگائی گئی ۴۔ خیال رہے کہ انبیاء کرام نے نبوت کو دنیا کمانے کا ذریعہ نہ بنایا۔ ہمیشہ اعلان فرمایا کہ ہمیں تبلیغ پر



تَتَّقُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۰۷﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۰۸﴾

ڈرتے نہیں [1] بے شک میں تمہارے لئے اللہ کا بھیجا ہوا امین ہوں [2] تو اللہ سے ڈرو اور میرا

وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ

حکم مانو [3] اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ

جہان کا رب ہے [4] تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو بولے کیا ہم تم پر ایمان

لَكَ وَ اتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قَالَ وَ مَا عِلْمِیْ بِمَا كَانُوْا

لے آئیں اور تمہارے ساتھ کمینے ہوئے ہیں [5] فرمایا مجھے کیا خبر ان کے کام

یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰی رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

کیا ہیں [6] ان کا حساب تو میرے رب ہی پر ہے اگر تمہیں حس ہو [7]

وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۱۵﴾



اور میں مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں [8] میں تو نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا

قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ ﴿۱۱۶﴾

بولے اے نوح اگر تم باز نہ آئے [9] تو ضرور سنگسار کئے جاؤ گے

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَهُمْ

عرض کی اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا [10] تو مجھ میں اور ان میں پورا فیصلہ

فَتْحًا وَّ نَجِّنِیْ وَ مَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ

کر دے اور مجھے اور میرے ساتھ والے مسلمانوں کو نجات دے [11] تو ہم نے بچا لیا

وَ مَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ

اسے اور اس کے ساتھ والوں کو [12] بھری ہوئی کشتی میں [13] پھر اس کے بعد ہم نے

الْبٰقِیْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةًؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

باقیوں کو ڈبو دیا [14] بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں اکثر مسلمان



اجرت نہیں چاہیے۔ ہمارے حضور نے بھی بارہا اس کا اعلان فرمایا تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نبوت دنیا کمانے کا بہانہ ہے۔ یہ ایک پیشہ ہے بلکہ حضور نے تو تاقیامت اپنی اولاد کے لئے زکوٰۃ لینا حرام فرمایا۔ یعنی ان کے امیروں پر زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ مگر ان کے غریبوں پر لینا حرام تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ زکوٰۃ اولاد کی پرورش کے لئے بنائی گئی ہے مگر مرزا قادیانی نے نبوت کے بہانے ہمیشہ کھایا کمایا اور مرنے کے بعد قادیان کی قبریں فروخت کر کے ہمیشہ کے لئے دینے اولاد کی روزی کا انتظام کیا۔ ۵۔ یعنی غرباء و مساکین جن کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا' ہمارے لئے باعث شرم ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہمیشہ غرباء نے ہی انبیاء کی اطاعت پہلے کی۔ دوسرے یہ کہ مومن کو کمین کہنا' رذیل سمجھنا کفار کا کام ہے۔ کوئی مومن کمین نہیں' سب شریف ہیں اور کوئی کافر شریف نہیں۔ ۶۔ یہ بے علمی بے تعلقی کے معنی میں ہے۔ یعنی دنیاوی پیشے اور کاروبار سے ہمیں کوئی تعلق نہیں۔ اس سے حضرت نوح علیہ السلام کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ آپ تو ان لوگوں کے پیشہ اور کاروبار سے خبردار تھے۔ ان میں رہتے تھے۔ آپ تو ماں کے پیٹ' باپ کی پیٹھ کے بچوں کی سعادت و شقاوت سے بھی خبردار تھے۔ خود فرماتے ہیں۔ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَ لَا یَلِدُوْۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا۔ ۷۔ یعنی رب تعالیٰ جو انہیں سزا جزا دینے والا ہے وہ تو انہیں رذیل و کمین کہتا نہیں تم انہیں رذیل کہنے والے کون ہو۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ غرباء فقراء کے ساتھ مجلس سنت انبیاء ہے' دوسرے یہ کہ رب کی اطاعت میں کسی کی بات کی پرواہ نہ کرنی چاہیے۔ ۹۔ ان مساکین و غرباء کی طرفداری سے اور وعظ و تبلیغ سے ۱۰۔ یہ بددعا آپ نے بہت عرصہ کے بعد قوم کے ایمان سے مایوس ہو کر اور اس کی سرکشی سے تنگ آکر کی تھی۔ ۱۱۔ ان کفار کی شامت اعمال سے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل میں تو حضرت نوح علیہ السلام کو نجات دی گئی مگر ساتھیوں کو اس لئے نجات دی گئی کہ وہ پیغمبر کے ساتھ تھے۔ اسی لئے من معہ فرمایا گیا۔ پیغمبر کے ساتھ ہونا دنیا و آخرت میں نجات کا ذریعہ ہے۔ ساتھ ہونا خواہ جسمانی ہو خواہ روحانی ۱۳۔ جو مومن انسانوں' تمام حیوانات اور ان کی ضروریات سے بھری ہوئی تھی غرضیکہ رب تعالیٰ نے ساری دنیا اس کشتی میں جمع فرما دی تھی۔ ۱۴۔ کافر انسانوں کو اور تمام ان حیوانات کو جو کشتی میں پناہ نہ لے سکے۔ خیال رہے کہ مجرم انسان کی وجہ سے بے قصور جانور بھی ہلاک ہو جاتے ہیں' رب فرماتا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ۔

ا۔ یعنی قوم نوح میں بہت تھوڑے ایمان لائے جو کشتی میں سوار کئے گئے۔ باقی سب کافر رہے جو ڈبو دیئے گئے اس میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ ہمیشہ تھوڑے لوگ ہی ایمان و ہدایت قبول کرتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ۲۔ قوم عاد کے نبی کا نام شریف حضرت ہود علیہ السلام ہے۔ عاد و ثمود کی ہلاکتوں میں پانچ سو برس کا فاصلہ ہے ۳۔ یہاں نبی کو بھائی بتا کر صرف یہ بتایا کہ وہ ان کے ہم قوم تھے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہیں بھائی کہنے کی اجازت تھی۔ نبی کو اچھے القاب سے پکارنا لازم ہے ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ انبیاء کرام قوم کو پہلے اپنی پہچان کراتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ اور تمام دینی



مُؤْمِنِينَ ﴿١٢١﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٢٢﴾ كَذَّبَتْ

نہ تھے ۱ اور بے شک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے عاد نے

عَادٌ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٢٤﴾

رسولوں کو جھٹلایا ۲ جب کہ ان سے ان کے ہم قوم ہود نے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں ۳

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٢٥﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٢٦﴾ وَمَا

بے شک میں تمہارے لئے اللہ کا امانتدار رسول ہوں ۴ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو ۵ اور

أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ

میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا ۶ میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے

الْعَالَمِينَ ﴿١٢٧﴾ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ﴿١٢٨﴾ وَ

جہان کا رب ۷ کیا ہر بلندی پر ایک نشان بناتے ہو راہ گیروں سے ہنسنے کو

تَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ﴿١٢٩﴾ وَإِذَا بَطَشْتُمْ

۸ اور مضبوط محل چنتے ہو اس امید پر کہ تم ہمیشہ رہو گے ۹ اور جب کسی پر گرفت کرتے

بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ﴿١٣٠﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٣١﴾ وَاتَّقُوا

ہو ۱۰ تو بڑی بے دردی سے گرفت کرتے ہو تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو ۱۱ اور اس سے ڈرو

الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ ﴿١٣٢﴾ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ﴿١٣٣﴾

جس نے تمہاری مدد کی ان چیزوں سے کہ تمہیں معلوم ہیں، تمہاری مدد کی چوپاؤں اور بیٹوں

وَجَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٣٤﴾ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

اور باغوں اور چشموں سے ۱۲ بے شک مجھے تم پر ڈر ہے ایک بڑے دن کے

عَظِيمٍ ﴿١٣٥﴾ قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَظْتَ أَمْ لَمْ تَكُنْ

عذاب کا ۱۳ بولے ہمیں برابر ہے چاہے تم نصیحت کرو یا

مِنَ الْوَاعِظِينَ ﴿١٣٦﴾ إِنْ هَٰذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٣٧﴾ وَمَا

ناصحوں میں نہ ہو ۱۴ یہ تو نہیں مگر وہی اگلوں کی ریت ۱۵ اور ہمیں



امور کی۔ ہمارے حضور نے سب سے پہلی تبلیغ میں یہ ہی پوچھا کہ بتاؤ میں کیسا ہوں کیونکہ نبی کی پہچان پر ایمان موقوف ہے' دوسرے یہ کہ نبی کے لئے امین اور سچا ہونا ضروری ہے کہ وہ اللہ کی امانت کو صحیح طور پر پہنچا سکیں۔ تیسرے یہ کہ اللہ کا شکر کرنے اور لوگوں کو اپنے مراتب سے واقف کرنے کے لئے اپنی تعریف و ثنا اپنے منہ سے کرنا جائز بلکہ واجب ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی اطاعت ہی کا نام تقویٰ ہے' یہ عطف تفسیری ہے ان کی اطاعت کے بغیر کیسے ہی اعلیٰ کام کئے جائیں تقویٰ حاصل نہیں ہوتا ۶۔ یعنی تبلیغ دین پر کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ لہٰذا پیغمبر اگر کسی اور کام پر اجرت قبول فرمائیں تو اس کے خلاف نہیں اس سے معلوم ہوا کہ جو کام بندے پر فرض ہو اس کی اجرت لینی حرام ہے' اس پر بہت سے شرعی احکام مرتب ہیں۔ عالم کے لئے تعلیم دین' امامت پر اجرت جائز ہے کیونکہ وہ پابندیاں فرض نہیں جو وہ کرتے ہیں۔ مطلقاً" مسئلہ بتانے پر اجرت نہیں لے سکتے ۷۔ کیونکہ اس نے مجھے اس کام کے لئے بھیجا ہے۔ وہی مجھے اجر دے گا۔ ۸۔ قوم عاد نے سر راہ بلند عمارتیں بنائیں تھی تا کہ ان میں بیٹھ کر مسافروں' راہ گیروں سے ہنسی کریں اور انہیں پریشان کریں۔ اس آیت میں اسی کا ذکر ہے۔ بعض علماء نے اس آیت سے فرمایا کہ عبث اور بیکار عمارتیں بنانا منع ہے' وہ حضرات اس آیت کے یہ معنی کرتے ہیں کہ تم لوگ بلا فائدہ عبث ہر جگہ عمارتیں بناتے ہو جن کی تم کو حاجت نہیں (روح البیان) ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ مضبوط عمارتیں بنانا منع نہیں بلکہ ان عمارات کی وجہ سے غافل ہو کر رب کو بھول جانا منع ہے یعنی تم ان قلعوں کی تعمیر میں ایسے مشغول ہو کہ گویا تم مرنا ہی نہیں ۱۰۔ یعنی اگر تم کسی کے خلاف ہو جاؤ تو اس پر بہت ظلم کرتے ہو۔ قتل' درے مارنا' بے رحمی سے ہلاک کرنا۔ ۱۱۔ یعنی ان حرکتوں کو چھوڑ دو اور مجھ پر ایمان لے آؤ۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان لانے اور ظلم سے بچنے کے کفار بھی مکلف ہیں۔

دوسرے یہ کہ بغیر نبی کی اطاعت کے کتنی ہی نیکی کی جاوے وہ تقویٰ نہیں ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو دنیاوی نعمتیں مل جانا بڑے عذاب کی تمہید ہے۔ یہ نعمتیں ان کے لئے رحمت نہیں بلکہ زحمت ہے۔ قوم عاد بڑی مالدار اور بڑی اولاد والی تھی۔ ۱۳۔ دنیا میں عذاب آنے کا دن' یا قیامت کا دن' اس دن کو عظیم اس لئے فرمایا گیا کہ اس میں عظیم عذاب آنے والا تھا ۱۴۔ ہم تمہاری بات کسی طرح نہ مانیں گے۔ یہ اپنی سخت کفر کا خود اقرار ہے۔ ۱۵۔ یعنی اعلیٰ عمارتیں بنانا' ایسے گناہ کرنا ہم سے پہلے لوگ بھی کرتے رہے ہیں' یا تمہاری طرح وعظ' تم سے پہلے بھی کئے گئے ہیں مگر اب تک قیامت نہ آئی۔

ا۔ یعنی ہم کچھ بھی کریں ہم پر کبھی عذاب نہیں آسکتا۔ نہ دنیا میں نہ آخرت میں یہ قول اللہ تعالیٰ پر امن ہے اور امن کفر ہے امید و خوف ایمان کے رکن ہیں ۲۔ ہوا کے عذاب سے ۳۔ یعنی قوم عاد کے بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے جو بچا لئے گئے بہت زیادہ کافر ہی رہے جو ہلاک کر دیئے گئے۔ یہ مطلب نہیں کہ جو ہلاک ہوئے ان میں تھوڑے مسلمان تھے۔ کیونکہ سارے مومن عذاب سے بچا لئے گئے تھے۔ ۴۔ یہ لوگ ثمود بن عبید بن عوص بن عاد بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ اس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے ۵۔ یعنی صالح علیہ السلام خود اس قوم اور اس ملک کے رہنے والے تھے باہر سے نہ آئے تھے۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ انبیاء حضرات



نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

عذاب ہونا نہیں ۱ تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے انہیں ہلاک کیا ۲ بے شک

لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ

اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے ۳ اور بے شک تمہارا رب

لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۴۰﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۴۱﴾

ہی عزت والا مہربان ہے ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا ۴

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّیْ لَكُمْ

جب کہ ان سے انکے ہم قوم صالح نے فرمایا کیا ڈرتے نہیں ۵ بے شک میں تمہارا

رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾ وَمَاۤ اَسْــَٔلُكُمْ

امانتدار رسول ہوں ۶ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں تم سے اس



عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۴۵﴾

پر کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے ۷ جو سارے جہان کا رب ہے ۸

اَتُتْرَكُوْنَ فِیْ مَا هٰهُنَاۤ اٰمِنِیْنَ ﴿۱۴۶﴾ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۱۴۷﴾

کیا تم یہاں کی نعمتوں میں چین سے چھوڑ دیئے جاؤ گے ۹ باغوں اور چشموں ۱۰

وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِیْمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ

اور کھیتوں اور کھجوروں میں جن کا شگوفہ نرم نازک ۱۱ اور پہاڑوں میں سے

الْجِبَالِ بُیُوْتًا فٰرِهِیْنَ ﴿۱۴۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾

گھر تراشتے ہو استادی سے ۱۲ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو

وَلَا تُطِیْعُوْۤا اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ

اور حد سے بڑھنے والوں کے کہنے پر نہ چلو ۱۳ وہ جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں

فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ

۱۴ اور بناؤ نہیں کرتے بولے تم پر جادو



اسرار الٰہیہ اور لوگوں کی عزت، مال آبرو وغیرہ سب کے امین ہوتے ہیں۔ خیانت اور نبوت جمع نہیں ہو سکتیں ہمارے حضور کو اہل مکہ بچپن شریف سے محمد امین پکارتے تھے اور بچپن شریف سے آپ کے پاس امانتیں رکھتے۔ اور اپنے فیصلے حضور سے کرواتے تھے ۷۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر مطیعوں کے اجر و ثواب دینا لازم ہے واجب ہے۔ مگر یہ لزوم و وجوب اس رب کریم کے وعدہ کرم کی بنا پر ہے جو اس نے اپنے فضل سے نیکوں سے کیا ہے نہ کہ دوسرے کے لازم کرنے سے۔ ۸۔ اور چونکہ وہ رب العالمین ہے اس لئے اس کا اجر یقینی اور کامل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر کو اجرت رب ہی دے سکتا ہے۔ دوسروں کے پاس ہے ہی کیا جو ان حضرات کو اجر دیں۔ بڑوں کا اجر دینا بھی بڑوں ہی کا کام ہے۔ ۹۔ اس طرح کہ تم ان نعمتوں میں ہمیشہ رہو۔ یا یہ نعمتیں تمہارے پاس ہمیشہ رہیں۔ ایسا نہ ہو گا ۱۰۔ چشموں سے مراد کنوئیں اور نہریں ہیں کیونکہ قوم ثمود سردیوں میں کنوؤں اور گرمیوں میں نہروں سے پانی حاصل کرتے تھے (روح البیان) ۱۱۔ یعنی عمدہ قسم کی کھجوریں جیسے برنی کھجوریں۔ برنی اصل میں بر نیک ہے جس کے معنی ہیں اچھا پھل (روح) ۱۲۔ فخر کرتے ہوئے، کیونکہ یہ لوگ عمارتی کام میں بڑے استاد تھے۔ معلوم ہوا کہ زیادہ مضبوط عمارتیں بنانا غفلت کے طور پر جرم ہے۔ ۱۳۔ مشرکین و کفار کی اطاعت نہ کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن ہونے کے لئے نبی کی اطاعت کے ساتھ بے دینوں سے علیحدگی اور ان سے نفرت لازم ہے خالص چیز کی قدر ہے۔ خالص مومن کی عزت دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی ۱۴۔ خود بھی گناہ کرتے ہیں، اور دوسروں کو بھی رغبت گناہ دیتے ہیں جس سے زمین پر عذاب الٰہی آنے کا اندیشہ ہے یا وہ چوری ڈکیتی وغیرہ سے فساد پھیلاتے ہیں۔

الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٥٣﴾ مَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ

ہوا ہے ۱؎ تم تو ہیں جیسے آدمی ہو ۲؎ تو کوئی نشانی لاؤ

إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٥٤﴾ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَّهَا

اگر سچے ہو ۳؎ فرمایا یہ ناقہ ہے ایک دن

شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿١٥٥﴾ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ

اس کے پینے کی باری اور ایک معین دن تمہاری باری ۴؎ اور اسے برائی کے ساتھ نہ چھوؤ

فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥٦﴾ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا

کہ تمہیں بڑے دن کا عذاب آلے گا ۵؎ اس پر انہوں نے اسکی کونچیں کاٹ دیں

نَادِمِينَ ﴿١٥٧﴾ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ

پھر صبح کو پچھتاتے رہ گئے ۶؎ تو انہیں عذاب نے آلیا ۷؎ بے شک اس میں ضرور نشانی

وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٥٨﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ

ہے اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے ۸؎ اور بے شک تمہارا رب ہی عزت والا

الرَّحِيمُ ﴿١٥٩﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٦٠﴾ إِذْ قَالَ

مہربان ہے لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا ۹؎ جب کہ ان سے

لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٦١﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٦٢﴾

ان کے ہم قوم لوط نے فرمایا ۱۰؎ کیا تم ڈرتے نہیں ۱۱؎ بے شک میں تمہارے لئے اللہ کا

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ

امانتدار رسول ہوں ۱۲؎ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت

إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٤﴾ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ

نہیں مانگتا ۱۳؎ میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے کیا مخلوق میں مردوں سے

مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٥﴾ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُم مِّنْ

بدفعلی کرتے ہو ۱۴؎ اور چھوڑتے ہو وہ جو تمہارے لئے تمہارے رب نے جورو ئیں



ع ۸/۱۹ ۱۲

۱؎ صرف ایک بار نہیں بلکہ بار بار جادو کیا گیا جس سے آپ کے ہوش و حواس بجا نہ رہے۔ اسی لئے انہوں نے مسحور نہ کہا۔ بلکہ مسحر کہا۔ خیال رہے کہ نبی کے عقل و حواس پر جادو اثر نہیں کر سکتا۔ انہیں جادو سے دیوانگی نہیں آ سکتی ۲؎۔ معلوم ہوا کہ نبی کو اپنے جیسا بشر مساوات کے لئے کہنا کفر ہے کہ رب نے اس قوم کے کفریات میں اس کو بھی بیان فرمایا۔ خیال رہے کہ نبی کو بشر یا رب نے فرمایا یا خود پیغمبر نے یا کفار نے۔ اب جو انہیں بشر کہے' وہ رب تو ہے نہیں' نہ رسول' لہٰذا کافر ہی ہو گا ۳؎۔ یعنی ایسا معجزہ دکھاؤ جس سے آپ کی سچائی ظاہر ہو ۴؎۔ یہ اونٹنی صالح علیہ السلام کی دعا سے بطور معجزہ ایک پتھر سے پیدا ہوئی۔ اس کا سینہ ساٹھ گز تھا۔ کنوئیں کے پانی کی باری مقرر کر دی گئی تھی کہ ایک دن یہ لوگ پانی پئیں' دوسرے دن اونٹنی پیئے۔ اونٹنی اپنی باری کا سارا پانی پی جاتی تھی۔ ۵؎۔ معلوم ہوا کہ جس جانور کو اللہ تعالیٰ سے نسبت ہو جاوے وہ قابل احترام ہو جاتا ہے۔ دیکھو آج بھی ہدی اور قربانی کا احترام ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس جانور کا گوشت نقصان دے' اس سے بچنا چاہیے' کیونکہ مضر چیز سے بچنا لازم ہے ۶؎۔ خیال رہے کہ اس دین میں اونٹ حلال تھا' اس کا ذبح جائز تھا۔ مگر خاص اس اونٹنی کا ذبح بھی حرام قرار دے دیا گیا اور گوشت بھی اس لئے کہ یہ نقصان کا باعث تھا۔ آج بھی بعض بزرگوں کے جنگل کا شکار تجربہ سے نقصان دہ ثابت ہوا ہے تو لوگ اس سے بچتے ہیں اس کی اصل یہی ہے ۷؎۔ یعنی صالح علیہ السلام کی انتہائی تبلیغ کے باوجود بہت تھوڑے ایمان لائے' تو اے محبوب اگر آپ پر سارے عرب ایمان نہ لائیں تو آپ غم نہ فرمائیں' اس کی وجہ یہ نہیں کہ آپ کی تبلیغ میں کوتاہی ہے بلکہ یہ خود بدنصیب ہیں ۸؎۔ یہاں قوم سے مراد نسبی قوم نہیں بلکہ لوط علیہ السلام کی امت دعوت مراد ہے جن کی طرف آپ کو بھیجا گیا کیونکہ لوط علیہ السلام کا وطن اور نسب دوسرا تھا اس قوم سے مراد سدوم اور اس کے آس پاس کی بستیاں ہیں ۹؎۔ یہاں اخوت سے مراد شفقت و مہربانی ہے' ورنہ حضرت لوط' ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ یعنی ہاران کے بیٹے۔ آپ بھی ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کر کے ملک شام میں تشریف لائے اور ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے نبوت سے سرفراز ہوئے۔ ۱۰؎۔ اللہ سے اور اس کے عذاب سے یا کیوں نہیں بچتے کفر و بے ایمانی اور میری مخالفت سے کیونکہ تقویٰ کے معنی ڈرنا بھی ہے اور بچنا بھی۔ رب فرماتا ہے۔ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۱۱؎۔ معلوم ہوا کہ آپ کی نبوت و رسالت صرف سدوم والوں کے لئے تھی اسی لئے لکم فرمایا گیا۔ ہمارے حضور کی نبوت سارے جہان کے لئے ہے۔ جس کا خدا' رب اس کے حضور رسول ہیں ۱۲؎۔ میرا اجر صرف یہ ہے کہ تم ایمان لے آؤ جس سے مجھے آخرت میں ثواب ملے۔ ۱۳؎۔ اس سے معلوم ہوا کہ اغلام قوم لوط کی ایجاد ہے اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا۔ اسی لئے اس کام کو لواطت بھی کہا' جاتا ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ خبیث کام کوئی جانور بھی نہیں کرتا جیسا کہ مِنَ الْعَالَمِينَ سے معلوم ہوا۔ لوطی آدمی جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس قسم کے احکام کے کفار بھی مکلف ہیں۔ کیونکہ یہ معاملات ہیں' کفار صرف عبادات سے مستثنیٰ ہیں' اور بعض معاملات سے۔

۱۔ یہ آیت کریمہ اس آیت کی تفسیر ہے کہ فرمایا۔ هٰۤؤُلَآءِ بَنٰتِیۤ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ. معلوم ہوا کہ بناتی سے قوم کی بیٹیاں یعنی ان کی بیویاں مراد ہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ متعہ، عورتوں سے اغلام، لواطت جلق وغیرہ تمام حرام ہیں کیونکہ یہ خدا کی حدود سے آگے بڑھنا ہے۔ رب فرماتا ہے فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۳۔ اس شہر سے۔ معلوم ہوا کہ خوش نصیب لوگ بزرگوں کی موجودگی کو غنیمت سمجھتے ہیں کیونکہ ان کا وجود رحمت الٰہی کا باعث ہے اور بدنصیب لوگ انہیں اپنے لئے مصیبت جانتے ہیں، ان سے دوری چاہتے ہیں۔ گویا وہ خود اپنی موت اپنے منہ سے مانگ رہے ہیں ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقیہ کرنا سنت انبیاء



اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ

بنائیں بلکہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو بولے اے لوط اگر تم

تَنْتَهِ یٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِیْنَ ﴿۱۶۷﴾ قَالَ اِنِّیْ

باز نہ آئے تو ضرور نکال دیئے جاؤ گے فرمایا میں

لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِیْنَ ﴿۱۶۸﴾ ؕ رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَهْلِیْ مِمَّا

تمہارے کام سے بیزار ہوں اے میرے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو

یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۷۰﴾ اِلَّا عَجُوْزًا

ان کے کام سے بچا تو ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو نجات بخشی مگر ایک

فِی الْغٰبِرِیْنَ ﴿۱۷۱﴾ ۚ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ

بڑھیا کہ پیچھے رہ گئی پھر ہم نے دوسروں کو ہلاک کر دیا اور ہم نے ان پر ایک

مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ

برساؤ برسایا تو کیا ہی برا برساؤ تھا ڈرائے گیوں کا بے شک اس میں ضرور نشانی

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ

ہے اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے بے شک تمہارا رب ہی عزت والا

الرَّحِیْمُ ﴿۱۷۵﴾ ع كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔیْكَةِ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۷۶﴾ ۚ اِذْ

مہربان ہے بن والوں نے رسولوں کو جھٹلایا جب

قَالَ لَهُمْ شُعَیْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ ۚ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ

ان سے شعیب نے فرمایا کیا ڈرتے نہیں بے شک میں تمہارے لئے اللہ کا امانتدار

اَمِیْنٌ ﴿۱۷۸﴾ ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۷۹﴾ ۚ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ

رسول ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں اس پر تم سے

مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۸۰﴾ ؕ

کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے





کے خلاف ہے۔ دوسرے یہ کہ نبی کو رب تعالیٰ بڑی ہمت و جرأت بخشتا ہے۔ کہ وہ تمام قوم کی مخالفت کی پروا نہیں کرتے۔ تیسرے یہ کہ بروں سے بیزاری سنت انبیاء ہے۔ ۵۔ یعنی ان کی شامت اعمال سے مجھے بچالے۔ یہ دعا دوسروں کی تعلیم کے لئے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو گناہ اور گناہ کے شر سے بچاتا ہے۔ گھر والوں سے مراد مومن گھر والے ہیں۔ آپ کی کافرہ بیوی اس دعا میں داخل نہیں وہ تو اس عذاب میں گرفتار ہو گئی ۶۔ کیونکہ وہ اپنی قوم کی بدکاری سے راضی تھی بلکہ ان کی مددگار تھی اگرچہ آپ کی بیوی تھی اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوی اہل بیت میں داخل ہے ورنہ یہاں استثناء متصل نہ فرمایا جاتا۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ لواطت سخت تر جرم ہے کہ اس پر بہت سخت عذاب آیا۔ لہٰذا قاضی کو لازم ہے کہ لوطی کو سخت عذاب دے۔ اونچے مکان سے گرا کر مار ڈالنا یا تلوار سے قتل وغیرہ ۸۔ یعنی قوم لوط کا جنہیں کہ رب تعالیٰ نے نبی کے ذریعہ سے ڈرایا تھا۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ بغیر ڈرائے کسی کو عذاب نہیں دیتا۔ اور بغیر رسول کے جھٹلائے عذاب نہیں آتا۔ ۹۔ یعنی لوط علیہ السلام کی وسیع تبلیغ کے باوجود بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے۔ کچھ ان کے گھر کے اور کچھ دوسرے لوگ۔ ۱۰۔ ایکہ درختوں کے اس جھنڈ کو کہتے ہیں جو جنگل میں واقع ہو۔ ان کے نبی شعیب علیہ السلام تھے ۱۱۔ اس 'لکم' سے معلوم ہوا کہ حضرت شعیب علیہ السلام صرف ایکہ والوں کے نبی تھے۔ اسی لئے موسیٰ علیہ السلام باوجود آپ کے پاس رہنے کے آپ کے امتی نہ ہوئے کیونکہ آپ بنی اسرائیل سے اور اہل مصر سے تھے ۱۲۔ اِتَّقُوا اللّٰهَ میں ایمان اور 'اطیعون' میں سارے اعمال کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی پہلے ایمان لاؤ پھر میری فرمانبرداری کرو۔ معلوم ہوا کہ اعمال سے ایمان مقدم ہے۔ ۱۳۔ خیال رہے کہ کسی نبی نے نبوت پر اجرت لے کر گزارہ نہ کیا۔ ہر پیغمبر نے کوئی نہ کوئی ہنر اور پیشہ اختیار کیا جس سے گزر اوقات فرمائی۔ سوائے مرزا قادیانی کے کہ اس نے نبوت کا ڈھونگ صرف پیسہ اور انگریزوں کی خوشامد کے لئے رچایا۔ کس نبی نے کیا پیشہ اختیار کیا' یہ ہماری تفسیر نعیمی میں دیکھو۔ ۱۴۔ خیال رہے کہ نبی کا تقرر رب کے انتخاب سے ہوتا ہے۔ اسی لئے ان کی اجرت مخلوق کے ذمہ نہیں خلیفہ کا تقرر قوم کے انتخاب سے ہے' اسی لئے قوم کے ذمہ ان کی مالی خدمت ہے۔ خلفائے راشدین نے خلافت پر اجرت لی سوائے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے۔ اگرچہ وہ حضرات خلیفہ نبی تھے مگر اجرت کے حقدار تھے۔

أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿۱۸۱﴾ وَزِنُوا

ناپ پورا کرو اور گھٹانے والوں میں نہ ہو ۱ اور سیدھی

بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿۱۸۲﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ

ترازو سے تولو ۲ اور لوگوں کی چیزیں کم کر کے نہ دو ۳

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿۱۸۳﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي

اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو ۴ اور اس سے ڈرو

خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۸۴﴾ قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ مِنَ

جس نے تمہیں پیدا کیا اور اگلی مخلوق کو ۵ بولے تم پر جادو

الْمُسَحَّرِينَ ﴿۱۸۵﴾ وَمَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِن نَّظُنُّكَ

ہوا ہے ۶ تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی ۷ اور بے شک ہم تمہیں جھوٹا

لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿۱۸۶﴾ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ

سمجھتے ہیں ۸ تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو

إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۱۸۷﴾ قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا

اگر تم سچے ہو ۹ فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے

تَعْمَلُونَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ

جو تمہارے کوتک ہیں ۱۰ تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں شامیانے والے دن کے

إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۸۹﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً

عذاب نے آلیا ۱۱ بے شک وہ بڑے دن کا عذاب تھا۔ بیشک اس میں ضرور نشانی ہے

وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۹۰﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ

اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے ۱۲ اور بے شک تمہارا رب ہی عزت والا

الرَّحِيمُ ﴿۱۹۱﴾ وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ

مہربان ہے اور بے شک یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے ۱۳ اسے

ع ۱۴

۱۔ معلوم ہوا کہ معاملات کے کافر بھی مکلف ہیں اگرچہ ان پر عبادتیں شرعاً" فرض نہیں لہٰذا ڈکیتی' چوری' کم تولنا ان پر بھی حرام ہے۔ حاکم انہیں اس پر سزا دے سکتا ہے۔ ۲۔ یعنی نہ تو ناپ تول میں ڈنڈی مارو اور نہ پاسنگ والی ترازو سے وزن کرو کہ اونچے پلڑے میں باٹ نہ رکھو اور نیچے پلڑے میں سامان۔ لہٰذا دونوں کے معنی ایک ہی ہیں ۳۔ اس طرح کہ تمہارے باٹ کم ہوں غرضیکہ آپ نے اس قوم کو تین حکم دیئے۔ صحیح تولو کم نہ تولو' ترازو درست ہو۔ پاسنگ والی نہ ہو۔ باٹ پورے ہوں' کم نہ ہوں۔ لہٰذا آیتوں میں تکرار نہیں ۴۔ کہ ڈکیتی' چوری نہ کرو' لوگوں کی کھیتیاں برباد نہ کرو۔ ان لوگوں میں یہ تمام عیوب تھے۔ معلوم ہوا کہ نبی صرف عبادات ہی سکھانے نہیں آتے۔ بلکہ اعلیٰ اخلاق' سیاسیات' معاملات کی درستی کی تعلیم بھی دیتے ہیں۔ اللہ ہم کو بھی توفیق عمل دے۔ ۵۔ جب ماں باپ کا تم پر حق ہے کہ تم ان کی مخالفت نہیں کرتے حالانکہ ماں باپ خالق نہیں بلکہ سبب خلق ہیں تو خود خالق اور رب تعالیٰ کی اطاعت کس درجہ لازم ہونی چاہیے جس نے تم کو پیدا بھی کیا اور پالتا بھی ہے۔ ۶۔ کیونکہ تم ہم کو اپنے مال میں تصرف کرنے سے روکتے ہو۔ ایسی باتیں دیوانے اور کم عقل ہی کیا کرتے ہیں۔ مال ہمارا ہے' جیسے چاہیں تصرف کریں۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ نبی کو اپنی مثل بشر کہنا کافروں کا کام ہے۔ قرآن کریم میں یہ مقولہ جہاں بھی نقل ہوا کفار ہی کا ہے۔ ۸۔ یہاں ظن بدگمانی کے معنی میں ہے۔ انبیاء پر بدگمانی کفر ہے بعض ظن گناہ بعض کفر' بعض ثواب۔ بعض ظن فرض ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا ۹۔ نبوت کے دعوے میں یا اس خبر میں کہ ہم پر عذاب آنے والا ہے۔ بدنصیب اپنے منہ سے اپنی موت مانگا کرتے ہیں ۱۰۔ یعنی میں عذاب لانے کے لئے نہیں آیا میں تو رحمت لانے کو آیا ہوں۔ تمہاری بداعمالیاں خود عذاب لے آویں گی۔ خیال رہے کہ انبیاء کرام رب کی رحمت لاتے ہیں لوگ اسے عذاب بنالیں تو ان کی مرضی ۱۱۔ اس طرح کہ ان کو سات دن تک سخت گرمی میں گرفتار رکھا گیا۔ گرمی سے کہیں امن نہ ملتا تھا۔ آٹھویں دن ایک سیاہ بادل شامیانے کی شکل میں نمودار ہوا۔ جس کے نیچے ٹھنڈی ہوا تھی سب لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ اس سے آگ برسی اور تمام لوگ جل کر راکھ ہو گئے ۱۲۔ یعنی اس قوم کے اکثر لوگ کافر رہے جو ہلاک کر دیئے گئے بہت تھوڑے ایمان لائے جو بچا لئے گئے ۱۳۔ جو تیئس سال میں آہستہ آہستہ آیا اسی لئے تنزیل فرمایا۔

۱۔ حضرت جبریل کا لقب روح الامین ہے کیونکہ وہ وحی پر امانتدار ہیں اور وحی روح ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ معانی قرآن کا نزول دل پر الفاظ قرآن کا نزول کان شریف پر ہوا۔ لہٰذا قرآن کی فہم حضور کی طرح کسی کی نہیں ہو سکتی ۳۔ معلوم ہوا کہ قرآن کے ترجمے قرآن نہیں' بلکہ خود اگر عربی زبان میں بھی اس کا ترجمہ کر دیا جائے وہ بھی قرآن نہیں ہو گا۔ ان ترجموں سے نماز نہ ہو گی۔ ان کا پڑھنا جنبی کو حرام نہ ہو گا۔ ان کے پڑھنے پر تلاوت قرآن کا ثواب نہ ملے گا۔ صرف وہی قرآن ہے جو حضرت جبریل نے حضور کو آکر سنایا۔ بلکہ عربی عبارت کو ہندی یا انگریزی خط میں لکھنا ممنوع ہے کہ اس میں ع' ہ' ع' ا' وغیرہ کا فرق نہ ہو سکے گا۔ اردو کے



الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿١٩٤﴾

روح الامین لے کر اترا [1] تمہارے دل پر [2] کہ تم ڈر سناؤ

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٩٦﴾

روشن عربی زبان میں [3] اور بے شک اس کا چرچا اگلی کتابوں میں ہے [4]

أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٩٧﴾

اور کیا یہ ان کے لئے نشانی نہ تھی کہ اس نبی کو جانتے ہیں بنی اسرائیل کے عالم [5]

وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ﴿١٩٨﴾ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِم

اور اگر ہم اسے کسی غیر عربی شخص پر اتارتے [6] کہ وہ انہیں پڑھ کر سناتا جب

مَّا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١٩٩﴾ كَذَٰلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ

بھی اس پر ایمان نہ لاتے [7] ہم نے یوں ہی جھٹلانا پیرا دیا ہے مجرموں



الْمُجْرِمِينَ ﴿٢٠٠﴾ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ

کے دلوں میں [8] وہ اس پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ دیکھیں دردناک

الْأَلِيمَ ﴿٢٠١﴾ فَيَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٠٢﴾ فَيَقُولُوا

عذاب [9] تو وہ اچانک ان پر آجائے گا اور انہیں خبر نہ ہو گی تو کہیں گے کیا

هَلْ نَحْنُ مُنظَرُونَ ﴿٢٠٣﴾ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿٢٠٤﴾

ہمیں کچھ مہلت ملے گی [10] تو کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں [11]

أَفَرَأَيْتَ إِن مَّتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ﴿٢٠٥﴾ ثُمَّ جَاءَهُم مَّا كَانُوا

بھلا دیکھو تو اگر کچھ برس ہم انہیں برتنے دیں پھر آئے ان پر وہ جس کا وہ

يُوعَدُونَ ﴿٢٠٦﴾ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يُمَتَّعُونَ ﴿٢٠٧﴾ وَمَا

وعدہ دیئے جاتے ہیں تو کیا کام آئے گا ان کے وہ جو برتتے تھے [12] اور ہم نے

أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنذِرُونَ ﴿٢٠٨﴾ ذِكْرَىٰ وَمَا

کوئی بستی ہلاک نہ کی جسے ڈر سنانے والے نہ ہوں [13] نصیحت کیلئے اور ہم



قرآن کی تلاوت ایسی ہے جیسے کعبہ کے فوٹو کا حج کرنا ۴۔ ضمیرہٗ سے مراد یا تو قرآن کریم ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضور کی نعت شریف اگلی کتابوں میں تھی بلکہ حضور کے صحابہ کا بھی ذکر تھا۔ جیسا کہ سورہ فتح میں ہے ۵۔ مکہ معظمہ کے کفار نے مدینہ منورہ کے علماء یہود کے پاس اپنے نمائندے تحقیق کے لئے بھیجے کہ ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کریں۔ ان علماء نے کہا کہ یہ زمانہ نبی آخر الزمان کا ہے' ان کی صفات توریت میں موجود ہیں اس کے متعلق یہ آیت اتری۔ نیز عبداللہ بن سلام اور کعب احبار جیسے علماء یہود حضور پر ایمان لائے۔ اس میں حضور کی حقانیت کی کھلی دلیل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء کا درجہ بہت بلند ہے کہ رب نے انہیں قرآن کی حقانیت کی گواہی کے لئے چنا ۶۔ خیال رہے کہ پانچ صوبوں کے مجموعہ کا نام عرب ہے۔ باقی تمام روئے زمین عجم ہے۔ حجاز' عراق' نجد' بحرین' یمن' ۷۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امی ہیں کسی سے علم سیکھا نہیں پھر ایسے فصیح و بلیغ کلام سناتے ہیں کہ تمام عرب کے فصحاء اس کی ایک آیت کے مقابلہ سے عاجز ہیں۔ یہ قرآن کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل ہے۔ لیکن یہ کفار ایسے ضدی ہیں کہ اگر ہم کسی غیر عربی پر قرآن اتارتے جو عربی بالکل نہ جانتا ہوتا اور وہ انہیں ایسا فصیح کلام سناتا' پھر بھی یہ نہ مانتے' جادو ہی کہتے ۸۔ یعنی ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ہم نے ان کے دلوں میں ضد اور عناد پیدا فرما دیا۔ خیال رہے کہ یہ ضد پیدا کرنا ایسا ہے جیسے قتل کے بعد مقتول میں موت پیدا کی جاتی ہے' ایسے ہی یہاں یہ لوگ مجرم ہیں۔ لہٰذا آیت پر اعتراض نہیں ۹۔ مگر اس وقت کا ایمان قبول نہ ہو گا کیونکہ ایمان بالغیب معتبر ہے ۱۰۔ تاکہ ہم اب ایمان قبول کریں' اور نیک کام کریں مگر پھر مہلت نہ ملے گی۔ کیونکہ انہوں نے

ع ۹

فرصت کو غنیمت نہ جانا۔ ۱۱۔ اس طرح کہ وقت سے پہلے عذاب کی دعائیں کرتے ہیں۔ اَنْزِلْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۱۲۔ یعنی کفار کے لئے لمبی عمریں اور زیادہ مال فائدہ مند نہیں۔ اس سے عذاب دفع یا ہلکا نہ ہو سکے گا۔ خیال رہے کہ مومن صالح کی لمبی عمر و مال مفید ہے کہ وہ ان کے ذریعہ نیکیاں زیادہ کرتا ہے۔ اور کافر و فاجر کے لئے یہ دونوں عذاب ہیں کہ ان سے وہ برائیوں کا ذخیرہ زیادہ کر لیتے ہیں ۱۳۔ کسی بستی میں ایک ڈرانے والا کسی میں دو یا زیادہ کیونکہ اس زمانہ میں ایک ایک بستی میں چند نبی بھی ہوتے تھے۔ دیکھو ایک مصر میں موسیٰ علیہ السلام بھی نبی تھے اور ہارون علیہ السلام بھی۔

ا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بغیر نبوت کا نور آئے کسی پر عذاب نہیں آتا۔ عذاب آنے کی صرف یہی صورت ہے' کہ قوم نبی کی مخالفت کرے۔ دوسرے یہ کہ کافروں کے چھوٹے بچے جو مرجاویں اور زمانہ فترت کے موحد لوگ عذاب الٰہی سے محفوظ ہیں کیونکہ ان تک نبی کی تعلیم پہنچی ہی نہیں۔ لہٰذا حضور کے والدین موحد مومن اور جنتی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ رب نے انہیں اپنے نور کی امانت کے لئے چنا ۲۔ کفار مکہ کہتے تھے کہ جیسے کاہنوں پر شیاطین اترتے ہیں اور آسمانی خبریں لاتے ہیں' ایسے ہی نعوذ باللہ حضور پر شیاطین یہ کلام لاتے ہیں۔ ان کے رد میں یہ آیت کریمہ اتری ۳۔ کہ حضور کی بارگاہ تک پہنچیں یا قرآن لائیں۔ حضور



كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٢٠٩﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿٢١٠﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ

ظلم نہیں کرتے ۱ اور اس قرآن کو لے کر شیطان نہ اترے ۲ اور وہ اس قابل

لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٢١١﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿٢١٢﴾

نہیں ۳ اور نہ وہ ایسا کر سکتے ہیں وہ تو سننے کی جگہ سے دور کردیئے گئے ہیں ۴

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿٢١٣﴾

تو اللہ کے سوا دوسرا خدا نہ پوج ۵ کہ تجھ پر عذاب ہوگا ۶

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿٢١٤﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ

اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ ۷ اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ

لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢١٥﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ

۸ اپنے پیرو مسلمانوں کے لئے ۹ تو اگر وہ تمہارا حکم نہ مانیں ۱۰ تو فرما دو

اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢١٦﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿٢١٧﴾



میں تمہارے کاموں سے بے علاقہ ہوں اور اس پر بھروسہ کرو جو عزت والا مہربان

الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٢١٨﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿٢١٩﴾

ہے ۱۱ جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو ۱۲ اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٢٢٠﴾ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ

۱۳ بے شک وہی سنتا جانتا ہے کیا میں تمہیں بتادوں کہ کس پر اترتے ہیں

الشَّيٰطِيْنُ ﴿٢٢١﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿٢٢٢﴾ يُّلْقُوْنَ

شیطان اترتے ہیں ہر بڑے بہتان والے گناہ گار پر ۱۴ شیطان اپنی سنی

السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿٢٢٣﴾ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ

ہوئی ان پر ڈالتے ہیں اور ان میں اکثر جھوٹے ہیں ۱۵ اور شاعروں کی پیروی گمراہ

الْغَاوٗنَ ﴿٢٢٤﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿٢٢٥﴾

کرتے ہیں ۱۶ کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ ہر نالے میں سرگرداں پھرتے ہیں ۱۷



کی تو بڑی شان ہے حضور کے خادم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شیطان بھاگتا تھا۔ ۴۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی وحی کو اس طرح محفوظ فرمادیا ہے کہ جب تک فرشتہ بارگاہ رسالت تک پہنچا نہ دے شیاطین اس کو سن بھی نہیں سکتے (خزائن) ۵۔ یہ آیت کریمہ ان آیات کی تفسیر ہے کہ جن میں غیر خدا کو پکارنے سے منع فرمایا گیا یعنی کسی کو اللہ کہہ کر نہ پکارو یا نہ پوجو۔ لہٰذا بزرگوں کو مدد کے لئے یا متوجہ کرنے کے لئے پکارنا حرام نہیں ۶۔ اس آیت میں عام لوگوں سے خطاب ہے نہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ۷۔ معلوم ہوا کہ مبلغ کو چاہیے کہ پہلے اپنے عزیزوں کو تبلیغ کرے پھر دیگر لوگوں کو ورنہ تبلیغ اثر نہ کرے گی اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے خاص اپنے عزیزوں کو تبلیغ فرمائی پھر عام لوگوں کو۔ ترتیب تبلیغ یہ ہی اعلیٰ ہے۔ ۸۔ اس طرح کہ ان کی خطاؤں سے درگزر فرماؤ' ان کے عذر قبول کرو' ان کے حق میں دعائے خیر کرو۔ اگر آپ کا جرم کریں تو بخش دو اگر میرا قصور کریں تو شفاعت کرکے معاف کرادو۔ ان پر آفت آئے تو دور کردو' ان کی مشکلیں آسان کردو۔ ان کی فریادیں سنو' داد رسی کرو' غرضیکہ وہ کرو جو تمہاری شان کے لائق ہے' وہ نہ کرو جس کے وہ لائق ہیں ۹۔ اس رحمت میں انشاء اللہ قیامت تک کے مسلمان داخل ہیں۔

؎ کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو ☆ تم ایسے رحمۃ للعالمین ہو

۱۰۔ اس طرح کہ تم پر ایمان نہ لائیں اس میں خطاکار مسلمان داخل نہیں کیونکہ ان کے گناہوں سے حضور بے علاقہ نہیں۔ ان کی شفاعت فرمائیں گے رب فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسباب اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں کیونکہ حضور نے یہ آیت آنے کے بعد بھی جہاد کے اسباب اور مجاہدین کو جمع فرمایا۔ توکل کی حقیقت یہ ہے کہ اسباب پر عمل ہو' خالق پر نظر ہو۔ ۱۲۔ نماز تہجد کے لئے یا ہر نماز و دعا کے لئے، معلوم ہوا کہ ہمیشہ رب کی نظر اپنے حبیب پر ہے جو حبیب کے قدم سے لپٹ جاوے وہ بھی منظور نظر الٰہی ہو جاوے ۱۳۔ یعنی جب تم آخر رات تہجد پڑھنے والے صحابہ کے حالات کی تفتیش کے لئے مدینہ پاک کی گلیوں میں گردش فرماتے ہو' ہم ملاحظہ فرماتے ہیں۔ یا جب آپ کا نور حضرت آدم سے لے کر حضرت عبداللہ تک پاک پشتوں میں پاک شکموں میں گردش کر رہا تھا۔ ہم دیکھتے تھے۔ یا جب بحالت نماز تم قیام' رکوع' سجود میں گردش کرتے ہو۔ ہم دیکھتے ہیں یا بحالت نماز تمہاری آنکھ شریف کی گردش ملاحظہ فرماتے ہیں کہ تمہاری آنکھ آگے پیچھے یکساں ملاحظہ کرتی ہے مگر دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں کیونکہ یہ سورۃ مکیہ ہے۔ ہجرت سے قبل نماز تہجد والوں کی تفتیش حال کے لئے گردش فرمانا ثابت نہیں۔ حضور کا یہ دورہ مدینہ منورہ میں تھا۔ ایسے ہی جماعت سے نماز کا اہتمام بھی مدینہ پاک میں ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے تمام آباؤ اجداد مومن' موحد حق تعالیٰ کے عابد تھے کوئی کافر فاسق نہ تھا

وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے [۱] مگر وہ جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا

اور اچھے کام کئے [۲] اور بکثرت اللہ کی یاد کی اور بدلہ لیا

مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا

بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا [۳] اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ

اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾

کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے [۴]

ع ۱۱ ۱۵

آیاتھا ۹۳ | ۲۷ سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ ۴۸ | رکوعاتھا ۷

سورہ نمل مکی ہے اس میں ۹۳ آیات ۱۳۱۷ کلمات ۷ رکوع اور ۴۷۹۹ حروف ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ



اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾ هُدًى

یہ آیتیں ہیں قرآن اور روشن کتاب کی [۵] ہدایت

وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ

اور خوشخبری ایمان والوں کو [۶] وہ جو نماز برپا رکھتے ہیں [۷] اور

يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ

زکوٰۃ دیتے ہیں [۸] اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں [۹] وہ جو

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ

آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے کوتک ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے ہیں [۱۰] تو

يَعْمَهُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ

وہ بھٹک رہے ہیں [۱۱] یہ وہ ہیں جن کے لئے برا عذاب ہے [۱۲] اور یہی



(بقیہ صفحہ ۵۹۹) ۱۴۔ یعنی جن کاہنوں پر شیاطین اترتے ہیں ان کے حالات نہایت خراب ہوتے ہیں۔ وہ لوگ گندے' پلید' جھوٹے' فریبی' گناہوں کے عادی ہوتے ہیں جنہیں دیکھ کر لوگوں کو نفرت ہوتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سید الطاہرین ہیں۔ پاک نفس' پاکباز ہیں' ایسوں پر شیاطین نہیں آتے۔ ۱۵۔ شیطان فرشتوں سے کچھ سن بھاگتے ہیں اور ایک سچ کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر کاہن کو بتاتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ اس آیت میں اسی کا بیان ہے ۱۶۔ اس میں کفار کے اس بکواس کی تردید ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شاعر ہیں۔ فرمایا گیا کہ شعراء کے جھوٹے کلام کو رواج دینے والے ان جیسے آوارہ اور جھوٹے لوگ ہوتے ہیں اور حضور کی اتباع کرنے والے ابوبکر صدیق' عمر فاروق جیسے پاک نفس اور پاکباز لوگ ہیں ان پاک لوگوں کو دیکھو اور حضور کی حقانیت کا پتہ لگا لو۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی پاکبازی حضور کی حقانیت کی دلیل ہے۔ ۱۷۔ ہر طرح کی جھوٹی باتیں بناتے اور ہر لغو چیز پر شعر گوئی کرتے ہیں کبھی کسی کی تعریف کرتے ہیں اور پھر اس کی برائی' گالی گلوچ' یعنی طعن جھوٹے دعوے' تکبر و فخر کی باتیں کرنا ان کا شیوہ ہے جیسے شعراء عرب کے کلام میں دیکھا جاتا ہے۔

۱۔ کسی شاعر نے عبدالملک بن مروان کو اپنا فحش کلام سنایا۔ عبدالملک نے کہا کہ تجھے زنا کی سزا ملنی چاہیے کیونکہ تو خود اپنے زنا کا اقراری ہے۔ وہ بولا کہ قرآن کہتا ہے کہ میں سزا کے لائق نہیں اور یہ آیت پڑھی کہ شعراء کہتے بہت ہیں کرتے کچھ نہیں ۲۔ اس سے پتہ لگا کہ نعت گوئی اور حمد کے قصیدے' علم کے مسائل پر اشعار لکھنا عبادت ہے۔ جن شعراء کی برائی فرمائی گئی وہ جھوٹے اشعار ہیں اور کفار کی ہجو کے اشعار پہلی قسم میں شمار ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ ہجو کے بدلہ میں ہجو کرنا برا نہیں کہ یہ بھی انتقام کی ایک صورت ہے ۳۔ ان آیات میں حسب ذیل قسم کے شعرا کو پچھلے حکم سے علیحدہ کیا گیا۔ حمد الٰہی' نعت رسول لکھنے والے شرعی مسائل اشعار میں لکھنے والے۔ کفار کے بدلہ میں ان کی ہجو اور برائی کرنے والے' غازیوں کو جوش دلانے والے وغیرہ۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ جب نعتیہ اشعار لکھ کر حضور کو سنانے لاتے تو سرکار ان کے لئے مسجد میں منبر بچھواتے جس پر کھڑے ہو کر وہ نعت خوانی کرتے تھے ۴۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ حضور کی ہجو کرنے والے عنقریب اپنی سزا کو پہنچیں گے اور ایسا ہی ہوا۔ ۵۔ کتاب مبین قرآن کی تفسیر ہے' یا اس سے مراد لوح محفوظ ہے کیونکہ قرآنی آیتیں پہلے لوح محفوظ ہی میں تھیں ۶۔ یہاں ہدایت سے مراد نیک اعمال جنت کے راستہ کی ہدایت ہے جو صرف مسلمانوں کو نصیب ہوتی ہے۔ ایمان کی ہدایت سب کے لئے ہے۔ ۷۔ اس طرح کہ نماز ہمیشہ پڑھتے ہیں' درست پڑھتے ہیں۔ صحیح وقت پر عجز و انکساری سے ادا کرتے ہیں ۸۔ نہایت خوش دلی سے' یہ سمجھتے ہوئے کہ رب تعالیٰ نے ہم کو زکوٰۃ دینے کے قابل کیا' لینے کے قابل نہ کیا۔ اس کا شکر ہے۔ ۹۔ آخرت پر یقین رکھنے سے مراد تمام ایمانیات کا ماننا ہے۔ جز فرما کر کل مراد لیا ہے ورنہ فقط آخرت کو تو عیسائی یہودی اور بت سے کفار بھی مانتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ کی درستی کے لئے ایمان شرط ہے جیسے نماز کے لئے وضو۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ برائی کو بھلائی سمجھنا یا اپنی نیکیوں پر فخر کرنا کافروں کا طریقہ ہے مسلمانوں کو اس سے پرہیز چاہیے۔ ۱۱۔ چنانچہ کفار کو خود اپنے ایمان و اعمال پر اعتقاد نہیں ہوتا۔ اگر دنیاوی آرام پائیں تو سمجھیں کہ ہمارا یہ دین سچا ہے اور اگر کوئی تکلیف آئے تو کہنے لگیں کہ یہ دین غلط ہے اگر سچا ہوتا تو ہم پر مصیبت کیوں آتی رب فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۱۲۔ دنیا میں ان پر سخت عذاب' راہ حق نہ

(بقیہ صفحہ ۶۰۰) ملنا' مسلمانوں کے ہاتھوں قتل یا قید ہونا' ان کے دل کا مطمئن نہ ہونا ہے اور مرتے وقت فرشتہ کا ہیبت ناک شکل میں آنا' جانکنی کا سخت ہونا۔ پھر قبر کی تنگی۔ وہاں کا اندھیرا۔ گرمی وغیرہ پھر آخرت میں میدان حشر کی دھوپ سخت حساب پھر دوزخ کے ہر طرح کے عذاب یہ لفظ سوء العذاب سب کو شامل ہے۔ لھم سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ گنہگار مسلمان اس برے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

۱۔ اس طرح کہ نہ تو ان کی نیکیاں قبول ہوں' اور نہ ان کے گناہوں کی معافی ہو۔ گنہگار مسلمانوں کا یہ حال نہیں۔ غرضیکہ کفار دنیا و آخرت کے نقصان میں ہیں' رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِىْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یعنی بغیر ایمان گھاٹا ہی گھاٹا ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل حضور کے استاد نہیں۔ حضور رب کے بلاواسطہ تلمیذ اکبر ہیں۔ حضرت جبریل خادم اور قاصد ہیں۔ یہ بھی پتہ لگا کہ حضور کی طرح قرآن کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ کیونکہ سب لوگ مخلوق سے قرآن سیکھتے ہیں اور حضور نے خالق سے سیکھا ۳۔ معلوم ہوا کہ بیوی اہل بیت ہے۔ ۴۔ یہ واقعہ موسیٰ علیہ السلام کے مدین سے مصر جانے کا ہے کہ راستے میں ایک رات سخت سردی اور اندھیرا تھا۔ آپ راستہ بھول گئے تھے بیوی صاحبہ حضرت صفورہ کو دردزہ شروع ہو گیا۔ اس حال میں موسیٰ علیہ السلام نے دور سے روشنی ملاحظہ فرمائی' تو بیوی صاحبہ سے یہ فرمایا ۵۔ یعنی اگر آگ کے پاس کوئی آدمی ہوا تو راستہ بھی اس سے پوچھ لوں گا اور آگ بھی لاؤں گا اور اگر وہاں کوئی آدمی نہ ملا تو آگ تو کم از کم ضرور لاؤں گا۔ معلوم ہوا کہ آگ کی چنگاری، تھوڑا پانی معمولی چیز ہے اگر مالک موجود نہ ہو تو بھی ضرورت کے وقت لے سکتے ہیں تصطلون کا جمع فرمانا' یا اس وجہ سے ہے کہ بیوی صاحبہ کے ساتھ خدام بھی تھے' یا فقط عظمت کے لئے۔ جیسے ایک آدمی کو السلام علیکم کہتے ہیں۔ حضرت صفورہ تو نبی زادی تھیں' ۶۔ وادی طور کے عناب یا کسی اور درخت سے یہ آواز آئی جو آپ نے سنی ۷۔ یعنی اے موسیٰ! تم کو بھی مبارک کیا گیا اور تمہارے اردگرد کے فرشتوں کو بھی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے نیک بندے مبارک ہوتے ہیں اور دوسرے یہ کہ اچھے مقام کے رہنے والے مومن بھی مبارک ہیں۔ ہم سے مدینہ منورہ کے مسلمان مبارک ہیں۔ ۸۔ جو نار و نور شجر طور میں ظاہر ہو کر تجلی فرماتا ہے۔ ۹۔ موسیٰ علیہ السلام یہ ندا درخت سے سن رہے تھے وہ درخت اللہ نہ تھا بلکہ اللہ کی ندا کا مظہر تھا ایسے ہی جن بزرگوں نے جوش میں انا الحق کہہ دیا وہ کسی اور کے کلام کا مظہر تھے۔ ۱۰۔ یعنی وہ سانپ جسامت میں موٹا اژدہا تھا مگر تیز رفتاری میں پتلے سانپ کی طرح لہریں



فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝۵ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ

آخرت میں سب سے بڑھ کر نقصان میں ۱؎ اور بے شک تم قرآن سکھائے جاتے

لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝۶ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ

ہو حکمت والے علم والے کی طرف سے ۲؎ جب کہ موسیٰ نے اپنی گھر والی سے کہا ۳؎ مجھے ایک

نَارًا ؕ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ

آگ نظر پڑی ہے ۴؎ عنقریب میں تمہارے پاس اس کی کوئی خبر لاتا ہوں ۵؎ یا اس میں سے کوئی

تَصْطَلُوْنَ ۝۷ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِىَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِى النَّارِ

چمکتی چنگاری لاؤں گا کہ تم تاپو ۶؎ پھر جب آگ کے پاس آیا ندا کی گئی ۷؎ کہ برکت دیا گیا وہ جو

وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۸ يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ

اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے یعنی موسیٰ اور جو اس کے آس پاس ہیں یعنی فرشتے ۸؎ اور پاکی ہے اللہ کو جو رب ہے سارے

اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۹ وَاَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ

Page-601.bmp

جہان کا ۹؎ اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں ہی ہوں اللہ عزت والا حکمت والا ۱۰؎ اور اپنا عصا ڈال دے پھر موسیٰ

كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۫

نے اسے دیکھا لہراتا ہوا گویا سانپ ہے ۱۱؎ پیٹھ پھیر کر چلا اور مڑ کر نہ دیکھا ۱۲؎ ہم نے فرمایا اے موسیٰ ڈر نہیں

اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَىَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝۱۰ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ

بے شک میرے حضور رسولوں کو خوف نہیں ہوتا ۱۳؎ ہاں جو کوئی زیادتی کرے ۱۴؎ پھر برائی کے

بَدَّلَ حُسْنًاۢ بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۱ وَاَدْخِلْ

بعد بھلائی سے بدلے تو بیشک میں بخشنے والا مہربان ہوں ۱۵؎ اور اپنا ہاتھ اپنے

يَدَكَ فِىْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۟ فِىْ تِسْعِ

گریبان میں ڈال نکلے گا سفید چمکتا بے عیب ۱۶؎ نو

اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝۱۲

نشانیوں میں ۱۷؎ فرعون اور اس کی قوم کی طرف ۱۸؎ بے شک وہ بے حکم لوگ ہیں



کھاتا تھا۔ یعنی وہ گویا پتلا سانپ ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ عصا سانپ نہ بنا تھا فقط سانپ جیسا دکھائی دیتا تھا ۱۱۔ معلوم ہوا کہ موذی کی ایذا سے خوف کرنا شان نبوت کے خلاف نہیں ہاں ان کے قلب میں کسی کی عظمت کی ہیبت نہیں آسکتی۔ ایذا کی ہیبت' نفرت اور عظمت کی ہیبت اطاعت کا باعث ہے۔ ۱۲۔ کیونکہ نبی میرے امن میں ہوتے ہیں۔ جسے میں امن دوں' اسے کسی کا کیا ڈر۔ ۱۳۔ یہ استثناء منقطع ہے۔ اس سے انبیاء کرام کے علاوہ دوسرے بندے مراد ہیں۔ کیونکہ حضرات انبیاء گناہوں سے معصوم ہیں۔ ۱۴۔ یعنی ڈر تو ان کے لئے ہے جو نیک و بد مخلوط اعمال کریں کہ انہیں برے اعمال کی سزا کا خوف ہوتا ہے۔ عفو کی امید تم رسول برحق ہو۔ گناہوں سے معصوم۔ تمہیں نہ عذاب کا خوف ہے نہ پکڑ کا۔ اس سے بہت مسئلے حل ہو گئے۔ ۱۵۔ یعنی آپ کے ہاتھ شریف کی سفیدی کسی برص وغیرہ بیماری کی وجہ سے نہ ہو

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰیٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿١٣﴾

پھر جب ہماری نشانیاں آنکھیں کھولتی ان کے پاس آئیں لہ بولے یہ تو صریح جادو ہے ٢ە

وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَیْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ

اور ان کے منکر ہوئے اور ان کے دلوں میں انکا یقین تھا ظلم اور تکبر سے ٣ە

فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿١٤﴾ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا

تو دیکھو کیسا انجام ہوا فسادیوں کا ٤ە اور بے شک ہم نے

دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ

داؤد اور سلیمان کو بڑا علم عطا فرمایا ۵ە اور دونوں نے کہا سب خوبیاں اللہ کو

فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿١٥﴾ وَوَرِثَ

جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت بخشی ٦ە اور سلیمان

سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ

داؤد کا جانشین ہوا ٧ە اور کہا اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولی

الطَّیْرِ وَاُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ

سکھائی گئی ٨ە اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا ٩ە بے شک یہی ظاہر فضل

الْمُبِیْنُ ﴿١٦﴾ وَحُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

ہے ١٠ە اور جمع کئے گئے سلیمان کے لئے اس کے لشکر جنوں اور آدمیوں

وَالطَّیْرِ فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ ﴿١٧﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ

اور پرندوں سے تو وہ روکے جاتے تھے ١١ە یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے نالے

قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا

پر آئے ١٢ە ایک چیونٹی بولی ١٣ە اے چیونٹیو اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں

یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿١٨﴾

کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں ١٤ە



ع ١ / ١٩



(بقیہ صفحہ ٦٠١) گی بلکہ یہ آپ کا دوسرا معجزہ ہے۔ ١٦۔ کہ موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزے عطا ہوئے۔ عصا' یدبیضا' دریا چیرنا' من و سلویٰ اترنا۔ فرعونیوں پر جوئیں مینڈک' خون' طوفان وغیرہ کے عذابات آنا وغیرہ۔ ہمارے حضور کے چھ ہزار معجزے تو روایت میں آئے۔ باقی کی خبر نہیں۔ ١٧۔ خصوصیت سے' کیونکہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے بھی رسول تھے۔

ا۔ پہلے دو معجزے' بعد میں باقی اور ٢۔ یعنی عصا اور یدبیضا کا جادو ہونا ایسا ظاہر ہے کہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کر سکتا۔ ٣۔ اس یقین کی وجہ سے وہ فرعونی ہر معیبت پر موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کرتے تھے اور آپ سے مدد مانگتے تھے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بغیر زبانی اقرار کئے ہوئے محض دل سے نبی کو سچا جان لینا ایمان نہیں۔ کیونکہ حضور کو سارے کفار مکہ سچا جانتے تھے' مگر زبان سے انکار کرتے تھے۔ دوسرے یہ کہ جو نبی کی بارگاہ میں تکبر و غرور کرے گا' اسے کبھی ہدایت نہ ملے گی وہ جگہ عجز و انکسار کی ہے۔ ٤۔ کہ پہلے ان پر عارضی عذاب آئے خون' جوئیں' قحط وغیرہ کے۔ پھر سمندر میں ڈبو دیئے گئے ٥۔ کہ بغیر کسی استاد سے پڑھے ہوئے داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانا' سیاست مدنی' علم قضا' پہاڑوں اور پرندوں کی تسبیح کا علم اور حضرت سلیمان کو چوپاؤں' پرندوں کی بولیاں بتائیں۔ داؤد علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک سو ستر برس بعد میں پیدا ہوئے (روح) خیال رہے کہ کسی کو علم بیان ملتا ہے کسی کو علم عیان' انبیاء کرام کو علم عیان ملتا ہے۔ (روح) ٦۔ یہاں عباد مومنین سے مراد حضرات انبیاء کرام ہیں۔ کثیر اس لئے فرمایا کہ بعض رسول ان دونوں بزرگوں سے افضل ہیں۔ جیسے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہاں عام مومنین مراد نہیں کیونکہ نبی سارے مومنوں سے افضل ہوتے ہیں نہ کہ اکثر سے۔ اس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ علمنا ١٦۔ لہٰذا روافض کی یہ آیت دلیل نہیں بن سکتی ٧۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی میراث تقسیم نہیں ہوتی کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے علاوہ داؤد علیہ السلام کے اور بھی بہت سے بیٹے تھے مگر صرف حضرت سلیمان علیہ السلام کو وراثت علم و نبوت عطا ہوئی۔ یہاں وراثت مال مراد نہیں بلکہ وراثت نبوت و علم مراد ہے یعنی وراثت حال و کمال جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ ٨۔ اس طرح کہ ہم پرندوں کی بولیاں سمجھ لیتے ہیں۔ اور ہماری گفتگو پرندے سمجھ جاتے ہیں۔ اللہ نے ہمارے حضور کو تمام جانور بلکہ درختوں۔ پتھروں کی بولیوں کا علم دیا۔ حضور سے چڑیوں' اونٹوں' لکڑیوں نے فریادیں کیں اور پتھروں نے سلام عرض کئے۔ ٩۔ یہاں کل بمعنی اکثر ہے۔ شی سے مراد دین و دنیا کی نعمتیں ہیں۔ یعنی ملک' نبوت' کتاب کا علم' ہواؤں' جنات کی تسخیر' پرندوں کی بولیوں کا علم' بے شمار خزانے عطا ہوئے ہمارے حضور کو خدا نے کوثر بخشا یعنی ماسوی اللہ کا مالک بنا ۔ جس کا رب خالق ہے' اس کے حضور بعطاء الٰہی مالک ہیں۔ فرماتا ہے۔ اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ١٠۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ کلام فخریہ نہ فرمایا۔ شکریہ کے طور پر فرمایا۔ آپ تمام تمام روئے زمین کے سلطان رہے۔ انس و جن' پرندے' چرندے سب پر آپ کی حکومت تھی عجیب و غریب صنعتیں آپ کے زمانہ میں ایجاد ہوئیں۔ روح البیان نے فرمایا کہ آپ نے سات سو برس حکمرانی کی۔ ١١۔ یعنی آپ کا لشکر اتنا زیادہ تھا کہ ان کے انتظام کے لئے اگلوں کو روکا جاتا کہ پچھلے مل جائیں منتشر نہ ہو جائیں ١٢۔ یہ وادی نمل طائف شریف سے بیس میل کے فاصلے پر واقعہ ہے۔ اسے اب بھی

(بقیہ صفحہ ۶۰۲) وادی نمل ہی کہا جاتا ہے۔ میں اس جنگل کے قریب تک تو پہنچا مگر وہاں نہ پہنچ سکا ۱۳؎۔ یہ چیونٹی تمام چیونٹیوں کی سردار تھی۔ اس کا نام منذرہ یا طاخیہ تھا۔ ۱۴؎۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ چیونٹی کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ پیغمبر کے صحابہ کسی پر ظلم نہیں کرتے۔ اگر وہ چیونٹیوں کو کچلیں گے' تو بے خبری میں۔ للذا شیعہ چیونٹی سے بھی زیادہ کم عقل ہیں۔ دوسرے یہ کہ نبی دور سے بھی چیونٹی کی آواز سن لیتے ہیں۔ اگر ہمارے حضور مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہو کر ہماری فریاد سن لیں تو کیا تعجب ہے۔ تیسرے یہ کہ نبی جانوروں کی بولی کو سمجھتے ہیں جیسے ہمارے حضور ہر جانور کی بولی سمجھتے تھے۔ اونٹوں کی فریاد رسی کرتے تھے۔



فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِيٓ أَنْ

تو اس کی بات سے مسکرا کر ہنسا ۱؎ اور عرض کی اے میرے رب مجھے توفیق دے

أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيٓ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ

کہ میں شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ۲؎ اور یہ

أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ

کہ میں وہ بھلا کام کروں جو تجھے پسند آئے ۳؎ اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں میں

الصَّالِحِينَ ﴿١٩﴾ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ أَرَى

شامل کر جو تیرے قرب خاص کے سزاوار ہیں ۴؎ اور پرندوں کا جائزہ لیا تو بولا مجھے کیا

الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِينَ ﴿٢٠﴾ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا

ہوا کہ میں ہد ہد کو نہیں دیکھتا ۵؎ یا وہ واقعی حاضر نہیں ضرور میں اسے سخت عذاب

شَدِيدًا أَوْ لَأَاذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٢١﴾



کروں گا ۶؎ یا ذبح کر دوں گا یا کوئی روشن سند میرے پاس لائے ۷؎

فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِۦ وَ

تو ہد ہد کچھ زیادہ دیر نہ ٹھہرا ۸؎ اور آ کر عرض کی کہ میں وہ بات دیکھ آیا ہوں جو حضور

جِئْتُكَ مِن سَبَإٍۭ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ﴿٢٢﴾ إِنِّي وَجَدتُّ ٱمْرَأَةً

نے نہ دیکھی ۹؎ اور میں شہر سبا سے حضور کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں میں نے ایک عورت

تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾

دیکھی کہ ان پر بادشاہی کر رہی ہے ۱۰؎ اور اسے ہر چیز میں سے ملا ہے ۱۱؎ اور اس کا بڑا

وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ

تخت ہے ۱۲؎ میں نے اسے اور اس کی قوم کو پایا کہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں

ٱللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ أَعْمَٰلَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ

اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں سنوار کر ۱۳؎ ان کو سیدھی راہ



درختوں کی شاخوں نے حضور سے کلام کیا۔ حضرت سلیمان نے چیونٹی کی یہ آواز تین میل کے فاصلہ سے سنی۔ اور اپنے لشکر کو ٹھہر جانے کا حکم دیا تا کہ وہ سوراخوں میں گھس جائیں

۱؎۔ خیال رہے کہ آج کل خوردبین وغیرہ آلے ایجاد ہو گئے ہیں جن سے باریک چیزیں دیکھ لی جاتی ہیں۔ مگر ایسا آلہ ایجاد نہ ہو سکا جس سے چیونٹی کی آواز سنی جاسکے۔ یہ آواز سننا حضرت سلیمان کا معجزہ ہے' جہاں عقل عاجز ہے ۲؎۔ نبوت و ملک بخشا اور جانوروں کے دلوں میں ڈال دیا کہ ہم کسی پر ظلم نہیں کرتے۔ خلقت میں اچھا چرچا بھی اللہ کی نعمت ہے۔ ۳؎۔ یعنی مجھے ایسے عمل کرنے پر قائم رکھ یا زیادہ اعمال کی توفیق دے کیونکہ حضرات انبیاء ہمیشہ سے نیک و صالح ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب سے توفیق خیر مانگنی سنت انبیاء ہے ۴؎۔ یہ دعا ہم جیسے گنہگاروں کی تعلیم کے لئے ہے۔ للذا آیت سے حاصل چیز کا حاصل کرنا لازم نہیں آتا۔ ۵؎۔ یعنی یہاں نہیں دیکھتا

ورنہ اللہ والے تمام روئے زمین کو دیکھتے ہیں۔ آصف بن برخیا نے شام سے یمن کے تخت بلقیس کو دیکھ لیا اور اٹھا لائے۔ غائبین کے یہ ہی معنی ہیں۔ یعنی یہاں سے غائب ہے نہ کہ میری نگاہ سے ۶؎۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پرندے آپ کے دربار سے بغیر آپ کی اجازت لئے کہیں نہ جاتے دوسرے یہ کہ آپ کو اختیار تھا کہ اس قصور پر پرندوں کو سزا دیں کہ وہ بغیر اجازت دربار سے چلے گئے۔ عذاب شدید سے مراد اس کے پر اکھیڑنا اسے قید کر دینا وغیرہ ہے کیونکہ قتل کا ذکر آگے آ رہا ہے ۷؎۔ غیر حاضری کا کوئی معقول عذر پیش کرے جس سے اس کی معذوری ظاہر ہو ۸؎۔ یعنی دیر تک غیر حاضر نہ رہا جلدی دربار شریف میں حاضر ہو گیا ۹؎۔ یعنی یمن جا کر نہ دیکھی۔ آپ وہاں گئے نہیں۔ خیال رہے کہ عالم کشف میں نبی سے کوئی چیز نہیں چھپتی۔ سارے عالم کا مشاہدہ کرتے ہیں' اس لئے اس نے **بما لم تحط** کہا یعنی آپ نے اس کا احاطہ نہ فرمایا۔ وہاں تشریف لے جا کر سیر فرما کر

لم ترنہ کہا ۱۰؎۔ اس عورت کا نام بلقیس بنت شرجیل بن مالک بن ریان تھا۔ روح البیان نے فرمایا کہ بلقیس جنیہ عورت کے شکم سے پیدا ہوئی جو شرجیل کی زوجہ تھی۔ واللہ و رسولہ اعلم۔ ۱۱؎۔ یعنی سلطنت کی تمام چیزیں اس کے پاس ہیں ۱۲؎۔ جس کی لمبائی اسی گز اور چوڑائی چالیس گز ہے۔ اگلا حصہ سونے کا' پچھلا حصہ چاندی اور زبر جد کا' جواہرات سے جڑا ہوا ہے۔ بڑا قیمتی ہے اس کے چاروں پائے سرخ یاقوت کے ہیں (روح) ۱۳؎۔ یعنی ان کے عقاید بھی خراب ہیں' اعمال بھی شیطانی ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان کا ہد ہد عقائد و اعمال سے خبردار تھا پیغمبر کی صحبت کی برکت سے۔ جو حضور کے صحابہ کو ایمان پر نہ مانے وہ حضور کا فیض حضرت سلیمان سے بھی کم مانتا ہے کہ حضرت سلیمان کا صحبت یافتہ جانور بھی مومن تھا اور حضور کے صحبت یافتہ انسان بھی مومن نہ ہوں معاذ اللہ۔

ا۔ یعنی چونکہ ان لوگوں کو نبی کا فیض نہ پہنچا اس لئے انہیں اپنی بے ایمانیاں تو ایمان معلوم ہوتی ہیں اور گناہ نیکی معلوم ہوا کہ عقل انسانی خیر و شر نیک و بد میں فرق کرنے کے لئے کافی نہیں۔ اس کے لئے نبوت کا فیض چاہیے۔ جیسے ہماری نگاہ کھوٹے کھرے سونے کو پہچان نہیں سکتی۔ اس کے لئے کسوٹی چاہیے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی صحبت میں رہنے والے جانور بھی ایمان اور ایمانیات اور کفر و شرک سے واقف ہوتے ہیں اور ان کے ذریعہ ہدایت ملتی ہے۔ دیکھو بلقیس کو ایمان حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہدہد کے ذریعہ ملا ۳۔ جیسے بارش اور کھیتیاں وغیرہ۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ کلام ہدہد کا ہی ہے۔ جس کی رب تعالیٰ نے تائید فرماتے ہوئے نقل فرمایا



السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٢٤﴾ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي

سے روک دیا ۱ تو وہ راہ نہیں پاتے ۲ کیوں نہیں سجدہ کرتے اللہ کو جو

يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ

نکالتا ہے آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں ۳ اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے

وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿٢٥﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ

اور ظاہر کرتے ہو اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہ بڑے عرش

الْعَظِيمِ ۩ ﴿٢٦﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ

کا مالک ہے ۴ سلیمان نے فرمایا اب ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا یا تو جھوٹوں

الْكَاذِبِينَ ﴿٢٧﴾ اذْهَبْ بِكِتَابِي هَٰذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ

میں ہے ۵ میرا یہ فرمان لے جا کر ان پر ڈال پھر ان



تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ

سے الگ ہٹ کر دیکھ ۶ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں ۷ وہ عورت بولی اے سردارو

إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ ﴿٢٩﴾ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ

بے شک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا ۸ بے شک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ﴿٣٠﴾ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي

بے شک وہ اللہ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم والا ہے ۹ یہ کہ مجھ پر بلندی نہ چاہو اور گردن

مُسْلِمِينَ ﴿٣١﴾ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي

رکھتے میرے حضور حاضر ہو ۱۰ بولی اے سردارو میرے اس معاملہ میں مجھے رائے دو

مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ ﴿٣٢﴾ قَالُوا نَحْنُ

میں کسی معاملہ میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم میرے پاس حاضر نہ ہو ۱۱ وہ بولے ہم

أُولُو قُوَّةٍ وَأُولُو بَأْسٍ شَدِيدٍ وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانْظُرِي

زور والے اور بڑی سخت لڑائی والے ہیں ۱۲ اور اختیار تیرا ہے تو نظر کر کہ کیا



السجدة ۱۰

ع ۲/۱۷

۴۔ یہ بھی ہدہد کا کلام ہے یعنی رب وہ جس میں یہ تین صفتیں ہوں۔ پیدا کرنا، تمام غیوب کا جاننا عرش عظیم اور تمام کائنات کا رب ہونا۔ خیال رہے کہ انبیاء و اولیاء کا علم رب کے علم کے سامنے سمندر میں قطرہ ہے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ حاکم کا فیصلہ تحقیقات پر ہوتا ہے نہ کہ اپنے کشف اور علم لدنی پر۔ رب تعالیٰ بھی قیامت میں گواہی وغیرہ کے ذریعہ تحقیقات فرما کر فیصلہ کرے گا۔ لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت سلیمان بلقیس سے بے خبر تھے ۶۔ یعنی خط ڈال کر فوراً واپس نہ آجا۔ بلکہ علیحدہ ہٹ کر ان کی گفتگو سن، حالات کا جائزہ لے کر مجھے خبر دے۔ سبحان اللہ نبی کی صحبت سے جانوروں میں اتنا شعور پیدا ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہدہد انسانوں کی بولی سمجھنے لگا تھا۔ ۷۔ چنانچہ ہدہد وہ نامہ عالیہ لے کر بلقیس کے پاس پہنچا اس وقت وہ اپنے وزراء امراء کے مجمع میں تھی۔ اس کی گود میں یہ خط ڈال دیا۔ اس پر حضرت سلیمان کی مہر تھی وہ آپ کی مہر اور جانوروں کا تابع ہونا دیکھ کر کانپ گئیں اور بطور مشورہ ۸۔ چونکہ اس خط کو بسم اللہ سے شروع کیا گیا تھا اور آخر میں حضرت سلیمان کی مہر تھی اس لئے اسے عزت والا کہا ۹۔ معلوم ہوا کہ ہر اچھا کام بسم اللہ سے شروع کرنا چاہیے۔ بسم اللہ کی حدیث اس آیت سے قوت پاتی ہے۔ حضور نے بھی صلح حدیبیہ میں صلح نامہ کے اول بسم اللہ تحریر فرمائی۔ بسم اللہ سے کام شروع کرنے کا نتیجہ کامیابی ہے کہ حضرت سلیمان کو اس کی برکت سے بلقیس جیسی بیوی عطا ہوئی ۱۰۔ اس طرح کہ میرے حضور سر نیاز جھکا کر میری تعظیم کرتے ہوئے حاضر ہو۔ یا رب تعالیٰ کے حضور سجدے کرتے، مومن ہو کر حاضر ہو۔ پہلے معنی زیادہ قوی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کا دروازہ تکبر کی جگہ نہیں بلکہ عجز و نیاز کا مقام ہے۔ ۱۱۔ یعنی ہر کام تمہارے مشورہ سے کرتی ہوں۔ معلوم ہوا کہ مشورہ اچھی چیز ہے کہ رب تعالیٰ نے بغیر تردید اسے نقل فرمایا ۱۲۔ یعنی اگر تیری رائے جنگ کی ہو تو ہم جنگ کو بھی تیار ہیں کیونکہ ہم بہت طاقتور اور جنگ جو ہیں۔ بزدل نہیں۔

۱۔ یعنی ہم مشورے کے تابع نہیں تیرے حکم کے تابع ہیں۔ تو ہم سے مشورہ نہ کر' ہم کو حکم دے بلقیس نے محسوس کیا کہ یہ لوگ جنگ کی طرف مائل ہیں اور حضرت سلیمان سے جنگ کرنا مصلحت کے خلاف ہے۔ لہٰذا ۲۔ جنگ کرتے ہوئے فاتحانہ حالت میں ۳۔ یعنی آباد بستیوں کو اجاڑ دیتے ہیں اور وزراء امراء کو قتل کر دیتے ہیں۔ یا ذلت کے ساتھ قیدی بنا لیتے ہیں لہٰذا جنگ کسی طرح مناسب نہیں ۴۔ پانچ سو غلام' پانچ سو باندیاں' زریں لباس سے آراستہ پیراستہ پانچ سو اینٹیں سونے کی جواہرات سے جڑاؤ تاج' بہت مشک عنبر (روح) ۵۔ یعنی اگر سلیمان علیہ السلام صرف بادشاہ ہیں تو میرا ہدیہ بخوشی منظور فرما کر نرم پڑ جائیں گے اور اگر نبی ہیں تو یہ ہدیہ



مَاذَا تَأْمُرِينَ ﴿٣٣﴾ قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً

حکم دیتی ہے ۱ بولی بے شک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں ۲

أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً ۚ وَكَذَٰلِكَ

اسے تباہ کر دیتے ہیں اور اس کے عزت والوں کو ذلیل اور ایسا ہی

يَفْعَلُونَ ﴿٣٤﴾ وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِم بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ

کرتے ہیں ۳ اور میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں ۴ پھر دیکھوں گی کہ ایلچی

يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ

کیا جواب لے کر پلٹے ۵ پھر جب وہ سلیمان کے پاس آیا فرمایا کیا مال سے میری مدد

بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا آتَاكُم بَلْ أَنتُم بِهَدِيَّتِكُمْ

کرتے ہو جو مجھے اللہ نے دیا ۶ وہ بہتر ہے اس سے جو تمہیں دیا بلکہ تمہیں اپنے تحفہ پر

تَفْرَحُونَ ﴿٣٦﴾ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُم بِجُنُودٍ لَّا قِبَلَ



خوش ہوتے ہو ۷ پلٹ جا ان کی طرف ۸ تو ضرور ہم ان پر وہ لشکر لائیں گے جن کی انہیں

لَهُم بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُم مِّنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ ﴿٣٧﴾

طاقت نہ ہو گی اور ضرور ہم ان کو اس شہر سے ذلیل کر کے نکال دیں گے یوں کہ وہ پست ہوں

قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَن

گے ۹ سلیمان نے فرمایا اے درباریو تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل

يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿٣٨﴾ قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا

اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں ۱۰ ایک بڑا خبیث جن بولا ۱۱ کہ میں وہ تخت

آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن تَقُومَ مِن مَّقَامِكَ ۖ وَإِنِّي عَلَيْهِ

حضور میں حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں ۱۲ اور میں بے شک اس

لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ﴿٣٩﴾ قَالَ الَّذِي عِندَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ

پر قوت والا امانتدار ہوں ۱۳ اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا ۱۴



قبول نہ فرمائیں گے ہم سے اسلام لانے کا مطالبہ کریں گے اب دیکھتی ہوں کہ میرے یہ تحفے لے جانے والے قاصد کیا جواب لاتے ہیں۔ ۶۔ یعنی میرے پاس تم سے زیادہ مال ہے۔ چنانچہ آپ نے ان تحفے لانے والے قاصدوں کے پہنچنے سے پہلے نو نو کوس مربع زمین میں سونے کی اینٹوں کا فرش لگوا دیا۔ اس فرش کے اردگرد سونے چاندی کی دیوار قائم کرا دی اور دریائی و خشکی کے خوبصورت جانوروں کو دست بستہ کھڑا ہو جانے کا حکم دے دیا ۷۔ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے دل میں دنیاوی مال و متاع کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہے۔ نہ وہ اس پر فخر کرتے ہیں۔ اس فانی چیز کے آنے پر کیا خوشی اور جانے پر کیا غم۔ اللہ تعالیٰ دائمی خوشی نصیب فرمائے آمین ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس سے صلح نہ کرنی ہو اس کا ہدیہ قبول نہ کرنا چاہیے۔ ورنہ ہدیہ قبول کرنا سنت انبیاء ہے آپ نے قاصدوں کو حکم دیا کہ ہدیہ واپس لے جاؤ ۹۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ مومن کے دل میں رب کے فضل سے کفار کی ہیبت نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ ایمانی اخلاق یہی ہے کہ کافروں سے سخت گفتگو کی جائے۔ کفار کی چاپلوسی ان کی خوشامد سنت انبیاء کے خلاف ہے۔ مومن کے لئے نرم' کافر پر سخت ہونا اخلاق نبوی ہے۔ رب فرماتا ہے اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ مطلب یہ ہے کہ اگر بلقیس اور اس کے تمام متبعین مسلمان ہو کر حاضر نہ ہوئے تو ان کا یہ انجام کیا جائے گا۔ تیسرے یہ کہ مومن کی جنگ مال کے لئے نہیں ہوتی' رب کے لئے ہوتی ہے۔ چنانچہ قاصدوں نے جا کر بلقیس کو اپنے چشم دید حالات سنائے اور آپ کا جلالت والا پیغام دیا اور کہا کہ ہم میں ان سے جنگ کی طاقت نہیں۔ چنانچہ بلقیس اپنے تخت کو سات محلوں کے آخری محل میں محفوظ و مقفل کر کے ایک بھاری لشکر لے کر آپ کی طرف روانہ ہوئی۔ جب بلقیس آپ کے تخت سے صرف ایک کوس فاصلے پر رہ گئی تو آپ نے درباریوں سے فرمایا۔ ۱۰۔ تا کہ بلقیس کی عقل و دانائی کا امتحان لیا جا سکے کہ وہ اپنے تخت کو پہچانتی ہے یا نہیں نیز بلقیس پر آپ کے معجزہ اور نبوت کی دلیل ظاہر ہو جاوے جس سے اس کا ایمان اور بھی زیادہ پختہ ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی چیز اس کی اجازت کے بغیر منگا لینا جائز ہے' جب اسے نقصان پہنچانا مقصود نہ ہو بلکہ رب کی شان دکھانی مطلوب ہو۔ ۱۱۔ اس جن کا نام ذکوان تھا۔ اس کا ایک قدم حد نگاہ تک پڑتا تھا (روح) پہاڑ جیسا جسم تھا ۱۲۔ یعنی دوپہر سے پہلے۔ کیونکہ آپ کا اجلاس دوپہر تک ہوتا تھا ۱۳۔ یعنی اس تخت کے جواہرات' لعل و یاقوت چوری نہ کروں گا۔ امین ہوں چور نہیں ہوں۔ معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان کا مقصد اس تخت پر قبضہ کرنا نہ تھا ۱۴۔ یہ آصف بن برخیا تھے۔ کتاب سے مراد یا تو لوح محفوظ ہے یا تورات شریف یا ابراہیمی صحیفے۔ یعنی حضرت آصف ان کتب کی تعلیم کی برکت سے ولی ہو چکے تھے۔ کیوں نہ ہوتے کہ حضرت سلیمان کے شاگرد رشید

(بقیہ صفحہ ۶۰۵) تھے۔ علم کتاب سے مراد علم باطن یعنی علم تصوف ہے کیونکہ ظاہری علم' ولایت اور یہ طاقت نہیں پیدا کرتا۔ روح البیان نے فرمایا کہ معتزلہ فرقہ کہتا ہے کہ یہ حضرت جبریل تھے کیونکہ وہ فرقہ کرامت ولی کا منکر ہے۔ اس فرقہ کی پیروی میں پنجاب کے بعض بے دین وہابیوں اور دیو بندیوں نے بھی یہ ہی کہا ہے۔
ا۔ اس آیت سے ولی کی قوت ولی کی' رفتار' ولی کا حاضر و ناظر ہونا' معلوم ہوا کیونکہ آصف نے بلقیس کے مقام کا پتہ کسی سے نہ پوچھا اور آنا" فانا" اتنا وزنی تخت بغیر چھکڑے یا گاڑی کے لے آئے خیال رہے کہ لانے والے حضرت جبریل علیہ السلام نہیں ہیں۔ بلکہ علم من الکتاب سے معلوم ہوا کہ قوت ملکی سے وہ تخت نہ آیا' بلکہ



أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَآهُ
کہ میں اسے حضور میں حاضر کروں گا ایک پل مارنے سے پہلے ۱ پھر جب سلیمان نے تخت
مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي
کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے ۲ تاکہ مجھے آزمائے
أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ۖ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَ
کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری ۳ اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور
مَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ﴿٤٠﴾ قَالَ نَكِّرُوا لَهَا
ناشکری کرے تو میرا رب بے پرواہ ہے سب خوبیوں والا سلیمان نے حکم دیا عورت کا
عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا
تخت اس کے سامنے وضع بدل کر بیگانہ کر دو کہ ہم دیکھیں کہ وہ راہ پاتی ہے یا ان میں ہوتی
يَهْتَدُونَ ﴿٤١﴾ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَٰكَذَا عَرْشُكِ ۖ
ہے جو ناواقف رہے ۴ پھر جب وہ آئی اس سے کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے
قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ ۚ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا
بولی گویا یہ وہی ہے ۵ اور ہم کو اس واقعہ سے پہلے خبر مل چکی اور ہم
مُسْلِمِينَ ﴿٤٢﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ
فرمانبردار ہوئے ۶ اور اسے روکا اس چیز نے جسے وہ اللہ کے سوا پوجتی
اللَّهِ ۖ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ﴿٤٣﴾ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي
تھی بے شک وہ کافر لوگوں میں سے تھی ۷ اس سے کہا گیا صحن میں آ ۸
الصَّرْحَ ۖ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ
پھر جب اس نے اسے دیکھا اسے گہرا پانی سمجھی اور اپنی ساقیں
سَاقَيْهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ ۗ
کھولیں ۹ سلیمان نے فرمایا یہ تو ایک چکنا صحن ہے شیشوں جڑا





قوت روحانی بشری سے آیا۔ نہ صرف حضرت سلیمان کی دعا سے وہ تخت آیا جیسا کہ انا اتیک سے معلوم ہوتا ہے جب ولی بنی اسرائیل کی طاقت کا یہ حال ہے تو ولی رسول اللہ کی قوت کیسی ہو گی۔ پھر نبی' پھر نبی خاتم النبین کی طاقت کا کیا حال ہے ۲۔ کہ اس نے میرے شاگردوں میں ایسے اولیاء پیدا فرمائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ولایت برحق ہے اور اولیاء اللہ کی کرامات بھی برحق ہیں۔ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب تعالی کبھی بندے سے نعمت لے کر آزماتا ہے کبھی دے کر' دوسرے یہ کہ اللہ کے مقبول بندے نعمتوں کو بھی آزمائش ہی سمجھتے ہیں۔ کبھی فخر نہیں کرتے ۴۔ معلوم ہوا کہ جس سے نکاح کرنا ہو اس کی عقل' سمجھ دانائی کی تحقیق کرنی بہتر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ امتحان لینا سنت انبیاء ہے۔ حضور نے بھی اپنے صحابہ کی عقل و دانائی کا امتحان لیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دوسرے کی چیز میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز ہے جبکہ اس کا مقصود نیک ہو۔ فساد کی نیت نہ ہو۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے چونکہ یہ تخت آپ کی ملک میں آنے والا تھا اس لئے آپ نے یہ تصرف فرمایا۔ ۵۔ یعنی چیز وہی ہے رنگ و روغن میں کچھ فرق ہے اسی لئے گویا کہا۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہی ہے۔ یہ بھی کہ وہ نہیں۔ بہت جامع گفتگو کی۔ سبحان اللہ ۶۔ یعنی ہم کو آپ کی نبوت کی خبر پہلے سے مل چکی ہے اور ہم آپ کا کلمہ دل میں پڑھ کر وہاں سے چلے ہیں۔ اب پھر کہتے ہیں کہ ہم آپ کے مطیع اور رب کے مومن بندے ہیں۔ ۷۔ یعنی بلقیس کے دل میں ایمان تو پہلے ہی آ چکا تھا مگر اس کا اظہار آج یہاں پہنچ کر کیا گیا' کیونکہ اسے اپنی قوم سے خطرہ تھا کہ یہ میرا ایمان دیکھ کر مجھ سے بگڑ جائے گی اور گزشتہ بت پرستی کی وجہ سے اس کے دل میں سب کی مخالفت کی ہمت نہ تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی پناہ میں آ کر ہمت و جرأت نصیب ہوئی اور ایمان کا اظہار کیا۔ سبحان اللہ! ۸۔ یہ صحن شیشے کا تھا۔ جس کے نیچے شفاف و صاف پانی تھا۔ شیشہ اتنا صاف تھا کہ نظر نہ آتا تھا۔ پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ اسی لئے ملکہ بلقیس نے پانی عبور کرنے کے ارادے سے اپنے پائینچے سمیٹے جس سے اس کی پنڈلی کھل گئی ۹۔ چونکہ حضرت سلیمان کو بلقیس سے نکاح کرنا تھا اور منسوبہ کو دیکھ لینا ممنوع نہیں' کسی نے کہا تھا کہ اس کی ساق پر بال ہیں۔ آپ نے تحقیق کے لئے چاہا کہ اس طرح ساق کا مشاہدہ ہو جاوے اور اسے محسوس بھی نہ ہو اور مسئلہ بھی واضح ہو جاوے اس سے اشارۃ" یہ بھی معلوم ہوا کہ جس سے نکاح کرنا ہو' اسے حیلہ سے دیکھ لینا کہ اسے محسوس نہ ہو' سنت انبیاء ہے۔ ہمارے اسلام میں بھی اس کی اجازت ہے مگر خیال رہے کہ صرف بہانہ سے دیکھنا چاہیے۔

قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ

عورت نے عرض کیا اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا [1] اور اب سلیمان کیساتھ

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۴﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ

اللہ کے حضور گردن رکھتی ہوں [2] جو رب سارے جہان کا [3] اور بے شک ہم نے ثمود کی طرف

صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِیْقٰنِ یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾

انکے ہم قوم صالح کو بھیجا کہ اللہ کو پوجو [4] تو جبھی وہ دو گروہ ہو گئے [5] جھگڑا کرتے

قَالَ یٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّیِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ

صالح نے فرمایا اے میری قوم کیوں برائی کی جلدی کرتے ہو بھلائی سے [6] پہلے [7]

لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا اطَّیَّرْنَا

اللہ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے [8] شاید تم پر رحم ہو بولے ہم نے برا شگون لیا

بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ

تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے [9] فرمایا تمہاری بدشگونی اللہ کے پاس ہے [10] بلکہ تم لوگ



قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَانَ فِی الْمَدِیْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ

فتنے میں پڑے ہو [11] اور شہر میں نو [12] شخص تھے [13] کہ زمین

یُّفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا

میں فساد کرتے اور سنوار نہ چاہتے [14] آپس میں اللہ کی قسمیں

بِاللّٰهِ لَنُبَیِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِیِّهٖ مَا شَهِدْنَا

کھا کر بولے ہم ضرور رات کو چھاپا ماریں گے صالح اور اس کے گھر والوں پر [15] پھر اسکے وارث

مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا

سے کہیں گے [16] اس گھر والوں کے قتل کے وقت ہم حاضر نہ تھے اور بے شک ہم سچے ہیں [17]

مَكْرًا وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

اور انہوں نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی اور وہ غافل رہے [18] تو دیکھو کیسا انجام



ا۔ یہاں ظلم سے مراد شرک و کفر ہے۔ رب فرماتا ہے۔ ان الشرک لظلم عظیم مشرک شرک کی وجہ سے اپنے کو دوزخ کا مستحق بنالیتا ہے اس لئے وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔ ۲۔ یعنی تیری بارگاہ میں بغیر وسیلہ نہیں آئی۔ حضرت سلیمان پیغمبر کے ساتھ آ رہی ہوں' اگر میں قابل قبولیت نہ ہوں تو اس ساتھ والے کے صدقہ سے قبول فرمالے۔ بلقیس نے حضرت سلیمان کی سلطنت دیکھ کر رب کی قدرت کا پتہ لگا لیا۔ مجاز حقیقت کا زینہ ہے۔ بلقیس مسلمان ہو کر حضرت سلیمان کے نکاح میں آئی۔ اس کے شکم سے داؤد بن سلیمان پیدا ہوئے جو حضرت سلیمان کی زندگی شریف میں وفات پا گئے حضرت سلیمان ۱۳ برس کی عمر میں تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئے اور ۵۳ برس کی عمر شریف میں وفات پائی۔ چالیس سال سلطنت کی۔ آپ کی وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے ۵۷۵ برس بعد ہوئی' اور آپ کی وفات کے ایک ماہ بعد بلقیس نے وفات پائی (روح البیان) ۳۔ دل سے اور جسم سے' دل سے ایمان لا کر اور جسم سے نیک اعمال' عبادات کر کے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ ایک گروہ مومنوں کا دوسرا کافروں کا۔ ہر ایک اپنے کو حق پر کہتا تھا ۵۔ یعنی خود کیوں عذاب مانگتے ہو توبہ سے پہلے' خیال رہے کہ حسنہ سے مراد توبہ ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ جب ہم پر عذاب آئے گا تو توبہ کر لیں گے۔ ۶۔ اس طرح کہ کفر سے توبہ کر کے ایمان لاؤ۔ بدکاری سے توبہ کر کے نیک کار بن جاؤ۔ ورنہ کافر کی استغفار قبول نہیں ۷۔ کیونکہ قوم صالح پر ان کی بدکاریوں کی وجہ سے بارش بند ہو گئی تھی انہوں نے اس کا الزام مومنوں پر لگایا ۸۔ معلوم ہوا کہ کفر منحوس چیز ہے جس سے دنیا میں عذاب آ جاتے ہیں۔ ۹۔ کیونکہ انبیاء و مومنین برکت والے ہوتے ہیں۔ جن کی برکت سے رحمتیں آتی ہیں۔ انہیں منحوس کہنا پرلے درجہ کا فتنہ و فساد ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ بارش کا بند ہو جانا تمہاری آزمائش کے لئے ہے۔ رب کبھی دے کر جانچتا ہے کبھی لے کر تب فتنہ بمعنی آزمائش ہے۔ رب فرماتا ہے اِنّما اموالکم واولادکم فتنة ۱۰۔ یعنی قوم ثمود کے شہر حجر میں نو آدمی تھے۔ یہاں رہط بمعنی شخص ہے' ہذیل بن عبدالرب' غنم بن غنم' باب بن مہرج' مصدع بن مہرج' عمیر بن کردیہ عاصم بن مخرمہ' سبط بن صدقہ' سمال بن صفی' قدار بن سالف' قدار ان کا سردار تھا۔ اسی نے ناقہ کو قتل کیا۔ یہ بستی حجاز و شام کے درمیان تھی۔ ۱۱۔ یعنی یہ لوگ خالص فسادی تھے۔ کوئی اچھا کام نہ کرتے تھے۔ اس لئے فساد کے بعد اصلاح نہ کرنے کا ذکر فرمایا۔ ۱۲۔ یعنی رات میں صالح علیہ السلام کو مع ان کے اہل و عیال و متبعین کے شبخون مار کر ہلاک کر دیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالٰی کے منکر نہ تھے' خدا کو مان کر شرک کرتے تھے ورنہ اللہ کی قسم نہ کھاتے ۱۳۔ یعنی صالح علیہ السلام کے وارث سے جس کو ان کے خون کا بدلہ طلب کرنے کا حق ہو۔ معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں قصاص اور خون بہا وغیرہ کا بھی دستور تھا ۱۴۔ معلوم ہوا کہ ہر جرم کی جڑ جھوٹ ہے۔ مجرم اولاً" جھوٹ بولنے کا ارادہ کر لیتا ہے' پھر جرم کرتا ہے جھوٹ جیسے جرموں کی جڑ کو اللہ تعالٰی کے لئے ثابت کرنا بڑی ہی بے دینی ہے ۱۵۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی اپنے خاص بندوں کا حافظ و ناصر ہے' انہیں لوگوں کے خفیہ شر سے بچاتا ہے۔

مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتِلْكَ

ہوا ان کے مکر کا ہم نے ہلاک کر دیا انہیں ۱ے اور انکی ساری قوم کو ۲ے تو یہ ہیں انکے گھر

بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

ڈھے پڑے بدلہ ان کے ظلم کا ۳ے بے شک اس میں نشانی ہے جاننے والوں

يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾

کے لئے اور ہم نے ان کو بچا لیا جو ایمان لائے اور ڈرتے تھے ۴ے

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ

اور لوط کو جب اس نے اپنی قوم سے کہا ۵ے کیا بے حیائی پر آتے ہو اور تم سوجھ

تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ

رہے ہو کیا تم مردوں کے پاس مستی سے جاتے ہو عورتیں



دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ

چھوڑ کر ۶ے بلکہ تم جاہل لوگ ہو تو اس کی قوم کا کچھ جواب

قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ

نہ تھا مگر یہ کہ بولے لوط کے گھرانے کو اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ تو

اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ز

ستھرا بن چاہتے ہیں ۷ے تو ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی مگر اسکی

قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ

عورت کو ہم نے ٹھہرا دیا تھا کہ وہ رہ جانے والوں میں ہے ۸ے اور ہم نے ان پر ایک برساؤ

مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۵۸﴾ ع قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ

برسایا تو کیا ہی برا برساؤ تھا ڈرائے ہوؤں کا تم کہو سب خوبیاں اللہ کو ۹ے اور سلام اسکے چنے

الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾ ؕ

ہوئے بندوں پر ۱۰ے کیا اللہ بہتر یا ان کے ساختہ شریک

ع ۴ ۱۴ ۱۹



۱ے اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کے گھر کی حفاظت کے لئے فرشتے بھیج دیئے۔ جب یہ لوگ ہتھیار بند ہو کر وہاں پہنچے تو فرشتوں نے ہلاک کر دیا۔ خیال رہے کہ ان بدنصیبوں کی یہ سازش اونٹنی کے قتل کے بعد ہوئی تھی جب صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ تین دن کے بعد ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ تب انہوں نے کہا کہ ہم تو بعد میں ہلاک ہوں گے۔ پہلے صالح علیہ السلام کو ہلاک کر دیں (روح خزائن) لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ساری قوم صالح تو عذاب سے ہلاک ہوئی۔ یہ نو آدمی اس طرح ۲ے۔ تمام قوم کو دہشت ناک آواز سے اور ان نو شخصوں کو فرشتوں سے' صالح علیہ السلام کے دروازے پر ان نو شخصوں کے مرنے میں اور روایات بھی ہیں۔ کہ یہ لوگ ایک بڑے پتھر کے نیچے برے ارادے سے چھپے۔ وہی پتھر ان پر گر گیا ۳ے۔ معلوم ہوا کہ یادگاروں کا ثبوت صرف شہرت سے ہو جاتا ہے' اس کے لئے کوئی نص یا عینی گواہ ضروری نہیں۔ کیونکہ ان اجڑی بستیوں کا ہلاک شدہ قوم کی بستیاں ہونا صرف مشہور تھا۔ رب نے اس شہرت کا اعتبار فرمایا۔ آیات میں یہ نہ بتایا کہ کون قوم کہاں آباد تھی لہٰذا اب یادگاروں اور تبرکات،نسب وغیرہ میں شہرت کافی ہو گی علیحدہ نص کی ضرورت نہیں ۴ے۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ نبی کے سارے صحابہ مومن و متقی ہوتے ہیں کیونکہ رب نے ان سب مومنوں کو بخش دیا۔ معلوم ہوا کہ وہ سب مومن متقی تھے ان کی تعداد کل چار ہزار تھی ۵ے۔ جس قوم کے آپ نبی تھے۔ یعنی سدوم بستی کے باشندے۔ نسبی قوم مراد نہیں۔ کیونکہ لوط علیہ السلام کوفہ سے ہجرت کر کے یہاں پہنچے ۶ے۔ یعنی لواطت سے مرد' عورت کے کام کا نہیں رہتا۔ لہٰذا اسے عورتیں چھوڑنی پڑ جاتی ہیں' یا کہ تم ان کی طرف رغبت نہیں کرتے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی بیوی سے رغبت نہ کرنا۔ اسے معلقہ رکھ چھوڑنا حرام ہے۔ اس سے تعلق رکھنا چاہیے۔ کم از کم چار ماہ میں ایک بار ضرور صحبت کرے اگر عذر نہ ہو۔ بلکہ خاوند نامرد ہو کہ عورت کے قابل نہ ہو تو عورت قاضی کے ہاں دعویٰ کر کے نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔ ۷ے۔ اس طرح کہ ہم کو اس گندے کام سے منع کرتے ہیں۔ ۸ے۔ کیونکہ وہ کافروں کی دوست تھی' ان سے محبت کرتی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی دوستی سے عذاب آتا ہے۔ یہ بھی پتہ لگا کہ اہل بیت نبوت کو ایمان کی سخت ضرورت ہے۔ بغیر ایمان صرف اہل بیت ہونا کافی نہیں ۹ے۔ یعنی ان پچھلی امتوں کی ہلاکت پر خدا کا شکر کریں۔ معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت مومن کے لئے خوشی کا باعث ہوتی ہے۔ ۱۰ے۔ یہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم' حضور کے صحابہ و اہل بیت اطہار ہیں۔ یعنی یہ بھی کہا کرو۔ الحمد للہ اور یہ بھی کہا کرو۔ یا نبی سلام علیک کیونکہ حضور اللہ کے بندہ مصطفیٰ ہیں۔ انہیں سلام کرنے کا حکم ہے اس لئے نماز کے شروع میں کہتے ہیں الحمد للہ اور آخیر میں کہتے ہیں السلام علیک ایہا النبی اور حضور کے طفیل اللہ کے سارے چنے ہوئے بندوں کو سلام کیا جاتا ہے۔